ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
مجلہ

شمارہ 10 جلد 11
ستمبر 2011 رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

حالاتِ حاضرہ اور حضور مفکرِ اسلام (اداریہ)

فضائل و مسائلِ رمضان

ترکی میں اسلام پسندوں کی کامیابی



رمضان قرآن * میری آواز

روزہ اور جدید تحقیق * مسائلِ دینیہ

محبتوں اور جرتوں کا قافلہ رواں دواں

فہرست

﴿نعت شریف﴾

مجھ کو اغیار کی الفت سے چھڑا لے آقا
اپنی سرکار کا بندہ ہی بنا لے آقا
مختصر اور عجب عرض ہے پر ان سے ہے
اپنے دربار سے لو میری لگا لے آقا
ہو نہ پھر افسر و اورنگ کی کوئی چاہت
عشق دے کر مجھے دنیا سے بچالے آقا
جس کے دل کو تری رحمت نے غنا بخشی ہے
وہ کسی اور سے کیا مانگے ، وہ کیا لے آقا
وہ سوا تیرے پکارے تو پکارے کس کو
غم آلام زمانہ جسے کھا لے آقا
پھر مجھے موت بھی آجائے تو کچھ فکر نہیں
اک جھلک روئے منور کی دکھا لے آقا
مردوں کو زندہ کرے ، جان کو پھر لوٹا دے
تیرا عاشق جو توجہ کبھی ڈالے آقا
منقطع ہو نہ کبھی سلسلہ لطف و کرم
ہاں پھر اک بار ، پھر اک بار بلا لے آقا
جو بھی مانگا سو ملا اور جو مانگیں سو ملے
واہ وا تو نے نہ ٹالا ہے نہ ٹالے آقا
زندگی کرتی رہے تابہ ابد اس کا طواف
تیرے دامن کی جو تھوڑی سی ہوا لے آقا
شیخ کامل کی وساطت سے ہیں آسی نے کئے
دین و دل ، روح و بدن تیرے حوالے آقا

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

حالاتِ حاضرہ اور فکرِ حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ

سعید آسوی کے قلم سے

حضور مفکرِ اسلام اعلیٰحضرت پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ العزیز نے ۱۹۳۹ء میں اس دنیا فانی میں قدم رکھا اور ۱۸ اگست ۲۰۰۶ء کو وصال فرمایا۔ اس مختصر سے عرصے میں، اس دہر نا پائیدار میں آپ نے زندگی کے دن جس حزم و احتیاط سے گزارے، بصیرت و فراست اور راست اور رستی و پاکبازی سے گزارے، کم از کم دورِ آخر میں اس مثال کمیاب ہے۔ خشیت الٰہی، عشقِ شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، اطاعت شیخ، تسلیم و رضا، توکل و تفویض، سخاوت و ایثار، صبر و تحمل غرضیکہ طبقۂ صالحین میں جس قدر اعلیٰ اوصاف ہوسکتے ہیں، آپ کو اللہ کریم نے اپنی قدرتِ کاملہ سے بطفیل حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم عطا فرما رکھے تھے۔

ان تمام کا بیان ہم جیسے کم ظرف، کوتاہ دامن کیا کر سکتے ہیں۔ یہاں صرف ایک وصف کی طرف محض اشارہ کرنا مقصود ہے اور وہ ہے 'حالاتِ حاضرہ پر آپ کی نظر اور اصلاح احوال کیلئے کوششیں'

حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ کو تمام عالمِ اسلام اور بالخصوص ملک پاکستان کی حالتِ زار دن رات تڑپاتی تھی۔ تبھی شیخ الحدیث حضرت علامہ احسان الحق (فیصل اباد) علیہ الرحمہ اور بعد ازاں علامہ مفتی پیر عبد الکریم رضوی (خانقاہ ڈوگراں) نے آپ کو "مفکرِ اسلام" کا خطاب دیا تھا جو آج زبانِ زدِ عام ہے۔ آپ نے اس کی اصلاح کے لئے تاحیات ناقابلِ فراموش کام کیا۔ امت مسلمہ کی بیداری کیلئے آپ کی جدوجہد تاریخ میں سنہرے حروف کے ساتھ جگمگاتی رہے گی۔ تمام کاوشوں، پہلوؤں اور مساعی جمیلہ کا بیان بھی تفصیل طلب ہے، البتہ حزب اقتدار و حزب اختلاف، نیز عام و خواص صلاح اور ان کو بحیثیت مسلمان اپنی پہچان، مقام اور فرائض کو سمجھانے کے لئے آپ کے چند ارشادات اور عملی تجاویز ملاحظہ فرمایئے، یاد رہے کہ آپ کے یہ ارشادات اگرچہ سابقہ دورِ حکومت کے ہیں تاہم موجودہ حالات میں بھی یہ ویسے ہی مفید و موثر ہیں۔

☆......صدرِ پاکستان کے لئے: جنابِ صدر! پاکستان حضور محبوبِ خدا، سرورِ لولاک لما علیہ التحیۃ والثناء کا تبرک ہے، جو بھی اسے نقصان پہنچائے گا بلکہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا، اسے سخت سزا ملے گی، آج کل آپ کا انداز سخت قابلِ اعتراض ہے، لہٰذا امریکہ اور اس کے حواریوں کا

فرمانبردار بننے کی بجائے خدا اور رسول جل علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا فرمانبردار بن جائیے۔

قوم کی تربیت کیجئے اور اسے عزت و حرمت و غیرت کا درس دیجئے، انہیں دشمنوں کا نیاز مند، کاسہ لیس، دست نگر اور غلام نہ بننے دیجئے۔۔۔۔۔۔آپ کو غیرت و حمیت کا پیکر ہونا چاہیے

☆......جنابِ صدر! مکمل اسلام کا نفاذ کیجئے۔ زندگی کی مہلت گذر گئی تو پھر آپ پچھتائیں گے۔ حضرت قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کے ان ارشادات کو سامنے رکھیں جن میں آپ نے بار بار پاکستان کا مقصدِ تخلیق ہی بیان کیا ہے (کہ یہ اسلام کی تجربہ گاہ ہوگا)۔ دیکھئے چند دنوں تک رمضان شریف کی شبِ قدر آرہی ہے۔ یہ وہی مقدس رات ہے جس میں کئی صدیاں پہلے قرآن پاک نازل ہوا، اور یہ وہی عظیم الشان رات ہے، جس میں تقریباً نصف صدی پیشتر قیام پاکستان کا اعلان ہوا۔

ہاں ہاں جنابِ صدر! کیا یہ ممکن ہے کہ اس آنے والی شبِ قدر میں آپ بھی ایک آرڈیننس کے ذریعے نفاذِ اسلام کا اعلان فرما دیں۔ اللہ کریم اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے طفیل آپ کو یہ توفیق بخشے۔

☆......حکمرانوں کے لئے: چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان کے حکمران امت مسلمہ کو متحد و منظم کرنے کی تدبیریں کرتے، اخوت و مساوات کا قرآنی عقیدہ پیش کر کے ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش کرتے تاکہ حکیم الامت مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کی آرزو کے مطابق

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے　　　نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

مگر افسوس! عموماً ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے رکھا اور اسی طرح کے بیہت ناک طرزِ عمل کے سامنے آنکھیں بند رکھیں جس طرح کہتے ہیں کبھی کبوتر بلی کو دیکھتا ہے تو خود فریبی کے طور پر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ امریکہ منصوبے پہ منصوبہ بنا رہا ہے اور (معاذ اللہ) وطنِ خداداد پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کیلئے سازشوں پہ سازشیں کرتا رہا، لوگوں کے ایمان اور ضمیر خریدتا رہا، پاکستان کے غداروں کی تربیت اور پرورش کرتا رہا، اپنے بندے اسمبلیوں میں بھجواتا رہا اور اپنی مصلحت کے مطابق اپنے 'پروردگان ناز' کے ذریعے ایجی ٹیشنوں کے ذریعے منتخب اور مختلف حکومتیں کو ختم کرتا رہا مگر قوم بیدار ہوئی، نہ حاکم۔ سب اپنے مالکِ حقیقی اور قادرِ مطلق کے بجائے ملت اسلامیہ کے اسی فطری 'قاتل' کے سامنے سر جھکائے اور ہاتھ پھیلائے رہے۔

☆......حزبِ اختلاف و اقتدار کے لئے: حزبِ اختلاف کا غالب حصہ بھی اپنے طور پر اپنی قوت کا مظاہرہ کر کے امریکہ کو اپنی قوت کا تاثر دینا چاہتا ہے کہ ہم دست شفقت کے زیادہ مستحق ہیں، ہم زیادہ فرمانبردار ثابت ہوں گے۔ (اس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ اپنے اپنے دور میں یہ لیڈر بھی امریکہ پرستی میں کم نہیں تھے اور اسی کے لے پالک لگتے تھے، دوسری دلیل یہ ہے کہ) اگر خلوص سے سوچیں تو سب سے بڑا مسئلہ جمہوریت نہیں بلکہ قوم کی آزادی ہے۔ حزبِ اختلاف اور حزبِ اقتدار یک جان ہو کر ملک کو امریکہ کے تسلط سے آزاد کرائیں اور اس کے ناپاک اثرات جو قوم کے فکر و عمل میں مرتب ہو رہے ہیں، ان کا سدباب کریں، مگر اس طرف کسی کی توجہ نہیں۔

☆......عالمِ اسلام کے لئے: بخدا آج عالمِ اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ اتحاد و تنظیم کا فقدان ہے۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین ایک پلیٹ

فارم پر آرہے ہیں، کس لئے؟ صرف ایک امت کو ختم کرنے کے لئے، ان کے دین (معاذ اللہ) کا نام ونشان مٹا دینے کے لئے، ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کی دہائی روکنے کے لئے، انہوں نے بڑی بے رحمی سے افغانستان کو پامال کیا، انتہائی سفاکی سے عراق کی اینٹ سے اینٹ بجائی، اب ایران (اور پاکستان) کو بھی دھمکیاں شروع ہوگئی ہیں۔ امت "بے حسی" کے زمہریر میں ٹھٹھر رہی ہے۔ مایوسی کے منجدھار میں پھنسی ہوئی ہے۔ پست ہمتی کے غاروں میں منہ چھپا رہی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہمیں ایک مدت سے انتظار ہے کہ پھر کوئی طارق بن زیاد آئے جو کہ کشتیاں جلا کر میدان مارے، پھر کوئی صلاح الدین ایوبی آئے جو صلیبیوں کے مقابلے میں قوم کا کھڑا کردے، پھر کوئی محمود غزنوی آئے جو بت شکن ہو، بت فروش نہ ہو۔

☆.....قوم کے لئے: وہ قوم جو توحید پر یقین بھی رکھتی ہو پھر بھی مشرکوں کی خیرات سے امید بھی وابستہ کئے ہوئے ہو۔ اور خدا کے بندے ہوکر خدا کے منکروں پر انحصار رکھیں، اس سے زیادہ تکلیف دہ صورتحال کیا ہوسکتی ہے؟

وہ قوم جو خدا کے سب سے سچے، سب سے بچے، سب سے بڑے اور سب سے آخری رسول امام الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی امت ہوکر اقوامِ عالم کی امامت کرنے کی بجائے ان کے قدم بقدم بھی نہ ہو بلکہ سب سے زیادہ عروج پر ہونے کے برعکس سب سے زیادہ پستی میں ہو، کتنے دکھ کی بات ہے۔

وہ قوم جو جس کے پاس عیب وریب سے پاک قرآن کریم جیسا آسمانی دستور ہو، جو تمام علوم کا سرچشمہ، ہدایت کا لاجواب منبع، دو جہان کی خیر وفلاح کا داعی، افراد واقوام کو قعرِ مذلت سے نکال کر مہ وپروین پر کمندیں ڈالنے کا گر سکھانے والا ہے، پھر بھی ظن وتخمین میں کھوئی ہوئی ہو کتنا پریشان کن ہے۔

وہ قوم جس کے اباء واجداد نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق سے سرشار ہوکر چار وانگ عالم میں حق کا پھریرا لہرایا تھا، بحر وبر میں حکومت کی تھی، دشت وکوہ جن کی اذان سے گونجتے تھے، اتنا شاندار اور تابناک ماضی رکھنے کے باوجود اپنے عقائد، اپنی تہذیب اور اپنی تاریخ کے بارے میں احساس کہتری کا شکار رہے، اس سے زیادہ خود ناشناسی کیا ہوسکتی ہے۔

ذرا اپنی داستان پر غور تو کریں، کس میدان میں اللہ تعالیٰ نے ہماری عزت نہیں رکھی، کس شکل میں اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہماری دستگیری نہیں فرمائی، کس موقعے پر اللہ والے ہمارے کام نہیں آئے، قرآن پاک نے سچ فرمایا تھا

انما ولیکم اللہ و رسولہ و الذین امنو الذین یقیمون الصلوٰۃ و یوتون الزکوٰۃ و ھم راکعون (المائدہ ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

☆.....مبلغین اور اہلِ درد کے لئے: اسلام کی موثر تبلیغ واشاعت کیلئے غریبوں، مسکینوں اور محتاجوں کی دل جوئی بھی از حد ضروری ہے۔ آج عیسائیت مذہب کی حیثیت سے بے جان ہے۔ اس کے پاس کوئی معقول عقیدہ اور جامع نظامِ اخلاق وعبادات نہیں۔ اس کے باوجود بعض علاقوں میں کچھ کچھ پھیل رہی ہے تو کیوں؟ صرف غریبوں اور فقیروں سے اظہار ہمدردی کرکے۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مخلص، باشعور

اور موثر و بارسوخ غلاموں کو بھی اپنے شخصی و ملی کردار پر غور کرنا چاہئے۔ ساری دنیا کے لئے امت مسلمہ کا وجود اپنے رحمۃ للعالمین آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پیام رحمت ہے مگر ہمارا حال یہ ہے کہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد نہیں۔ اہل دل اور اہل درد حضرات کو قوم کی تربیت کرنی چاہئے اور رفاہی اداروں کے ذریعے غریبوں اور مسکینوں کی مشکلات کو حل کرنا چاہئے۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق فری ہسپتال یا کم از کم ڈسپنسریاں ہر علاقے میں ہونی چاہئیں۔ نادار طلباء کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کا کوئی منظم طریقہ بھی ہونا چاہئے۔ نومسلم افراد کی کفالت کا باوقار انتظام ہونا چاہئے۔ وہ حضرات بھی جنہیں اپنی تعلیمی و کاروباری صلاحیتوں کے باوجود روزگار یا کاروبار مہیا نہیں ہوتا توجہ کے مستحق ہیں۔ یعنی عیسائی لوگوں کے تعلیمی ادارے اور مشن ہسپتال اگر عیسائیت کی تبلیغ کے اڈے ہیں تو اہلِ اسلام کے سرکردہ افراد اس بارے میں کیوں خاموش ہیں؟

علماء و مشائخ کے لئے: موجودہ صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے علماء و مشائخ کے فرائض اور بھی بڑھ جاتے ہیں۔ انہیں اسلام کے اعتقادی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی نظام کے فوائد قوم کے سامنے رکھنے چاہئیں اور دینِ حق کی برکات کا خوب چرچا کرنا چاہئے۔ اپنے اپنے مریدوں اور شاگردوں پر مشتمل ایسی فوج تیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو صورت و سیرت غرض ہر اعتبار سے اسلام کی شناخت بن جائے، جس کا مومنانہ کردار یاس و حسرت میں ڈوبے انسانوں کیلئے پیغامِ نجات بن جائے۔ گویا جس جس انداز میں معاذ اللہ اسلام اور اس کی تہذیب کو مٹانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں، علماء کرام اور مشائخ عظام بھی اس اس انداز میں اس کا توڑ کریں۔ نئے فیشنوں کی بھرمار نوجوان نسل کو تباہ کئے جا رہی ہیں تو بزرگانِ علم و عرفان اسلامی غیرت و حمیت کے ساتھ نونہالانِ ملت کے سینے گرما دیں، مختلف علاقوں میں تبلیغی دورے فرمائیں۔ خطبائے کرام جمعہ و عیدین وغیرہا میں دشمنوں کی چالوں سے پردہ اٹھائیں اور ملت اسلامیہ کو بیدار کرنے کی کوشش کریں۔

☆...... نوجوانوں کیلئے: ہمیں اس بات پہ افسوس ہے کہ ملت کے نوجوانوں کو دین کا سپاہی بنانے کے برعکس آوارگی، عیاشی و فحاشی کا دلدادہ بنایا جا رہا ہے، جذبہ جہاد سے سرشار کرنے کی بجائے دنیائے رنگ و بو کا پرستا بنایا جا رہا ہے۔ ستاروں پہ کمندیں ڈالنے والی قوم فلمی ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہے اور اسے عشقِ خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محروم کر کے عشقِ بتاں سے مخمور کیا جا رہا ہے، ایسی قوم حرم کی حفاظت کیونکر کرے گی۔

سچ فرمایا تھا حکیم الامت نے

میں تم کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے   شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

☆...... قلم فروش صحافیوں سے: اے غفلت کیش اور قلم فروش صحافیو! سوچو تمہارا رخ کس طرف ہے، تم میں کتنے ہیں جو ضمیر و ایمان بیچ کر قوم کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں اور روپہلی مصلحتوں کی بنا پر اسلام اور ملکی وقار کا سودا کرنے سے باز نہیں آتے۔ پاکستان کا قیام ماضی بعد کا قصہ نہیں، ماضی قریب بلکہ دورِ حاضر ہی کا واقعہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن اور اسلام کے حوالے سے تحریک کا آغاز کیا اور بار بار پاکستان کو اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کا عزم ظاہر کرتے رہے مگر تم میں سے کتنے ہیں جو کھلم کھلا جھوٹ بول کر اسے بنیادی طور پر سیکولر سٹیٹ بتاتے ہو۔ ظالمو! دو قومی نظریہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا یا معاشیات سے؟ شاید تم مشرف کی بدروح کو اس کا ثواب پہنچانا چاہتے ہو کہ وطنِ عزیز کی نظریاتی اساس ہی سے بغاوت کر رہے ہو۔"

اب آیئے! آخر میں رمضان المبارک اور وطنِ عزیز کے حوالے سے حضور مفکرِ اسلام کی ایک خوبصورت تحریر کا اقتباس ملاحظہ کیجئے:

رمضان اور پاکستان: اسی برکت ورحمت والے مہینے (رمضان المبارک) کو برکت ورحمت والی رات جس میں قرآن نازل ہوا، ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام بھی عمل میں آیا۔ پاکستان اور اہلِ پاکستان کے لئے اس سے زیادہ امید افزا بات کیا ہوسکتی ہے کہ یہ قدر والا ملک قدر والے مہینے کی قدر والی رات، قدر والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی، قدر والی امت کے لئے بنا۔ تحریک پاکستان کے عظیم لیڈر استاذی المکرّم حضرت مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق جب قائدِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ " آپ نے پاکستان کیوں بنایا؟" تو فرمایا " میں ایک کامیاب وکیل ہوں اور کامیاب وکیل وہ ہوتا ہے جو جج کے منشاء وطرزِ عمل کو سامنے رکھے۔ میرا ایمان ہے کہ روزِ حشر بھی ایک جج ہوگا، اس کا طرزِ عمل یہ ہے کہ کوئی اس کے سامنے اس کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا نام پاک لے تو وہ بخش دیا کرتا ہے۔ میں جانتا ہوں، وہ مجھ سے پوچھے گا 'محمد علی جناح! تونے پاکستان کیوں بنایا' میں عرض کروں گا 'اے اللہ! میں نے تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے امتیوں کے لئے پاکستان بنایا' مجھے امید ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام لیتے ہی وہ مجھے بخش دے گا" اب اوپر کے قدر والے جملے میں 'قدر والے قائد' کا اضافہ بھی کر لیں، بلکہ چند اضافے اور بھی کرلیں اور جملہ یوں بنالیں، 'قدر کے مالک اللہ تعالیٰ کے فضل سے، قدر والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے، قدر والے قائد نے، یہ قدر والا ملک، قدر والے مہینے کی، قدر والی رات، قدر والی ساعتوں میں، قدر والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قدر والی امت نے بنایا۔

واللہ! ہم اہلِ پاکستان بھی اس قدر والے ملک کی قدر کر سکتے، مگر تمام ایمانی، روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کر کے اپنی قدر بھی کھودی۔ مرقدِ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اب بھی آواز آرہی ہے، کاش ہم اسے گوش ہوش سے سن سکتے۔

تو مردِ میداں، تو میرِ لشکر نوری حضوری تیری سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی

سچ پوچھیں تو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ

"کچھ قدر ہم نے اپنی نہ جانی"

۔۔۔۔۔۔اے اللہ! اپنے محبوبِ اعظم واکرم وانجم وارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل امت مرحومہ کو اس کا کھویا ہوا وقار پھر عطا فرما دے۔ رمضان کی موجودہ شبِ قدر میں ملت کے پیر و جواں کے دل پر انوارِ قرآن نازل فرما کر ہر مسلمان کو پیکرِ اسلام بنادے۔ آمین۔

……﴿تعزیت نامہ﴾……

چیف آرگنائزر شیرانِ اسلام پاکستان جناب حکیم خواجہ غلام رسول وانی مدظلہ کی والدہ ماجدہ ۱۰ شعبان المعظم کو وصال فرما گئیں ہیں۔ جانشین حضور مفکرِ اسلام، تمام عہدیداران وارا کینِ شیرانِ اسلام ان کے دکھ میں شریک ہیں اور ان کی والدہ محترمہ کی بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔ وہ والدہ یقیناً عظیم تھیں جنھوں نے قبلہ غلام رسول وانی جیسے درویشِ اہل سنت، صوفی باصفا اور گوہرِ نایاب کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ اللہ کریم ان کی والدہ کو جنت الفردوس اور خود ان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

فضائل ومسائل رمضان

......《محقق دوراں جناب علامہ نصر اللہ صاحب مدنی》......

بسم الله الرحمن الرحيم

يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے۔جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔(سورۃ البقرہ آیت ۱۸۳)

روزہ کا لغوی اور شرعی معنیٰ اور اس کی مشروعیت کی تاریخ: روزہ کا لغوی معنیٰ ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا، اور روزہ کا شرعی معنیٰ ہے: مکلّف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقویٰ کے حصول کے لئے تیار کرنا۔ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویلِ قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔ درمختار۔(۸۰/۲)

روزہ کا منشا ہے نفس کا زور توڑنا دل میں صفائی پیدا کرنا فقراء اور مساکین کی موافقت کرنا مساکین پر اپنے دل کو نرم بنانا مرقات میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاتے تھے تا کہ بھوکوں فاقہ مستوں کا حق نہ بھول جائیں۔

رمضان رمض سے بنا ہے۔جس کے معنی ہے گرمی یا گرم چونکہ بھٹی گندے لوہے کو صاف کرتی ہے اور صاف لوہے کو پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو محبوب کے پہننے کے قابل بنا دیتی ہے اسی طرح روزہ گنہگاروں کے گناہ معاف کراتا ہے نیکوں کے درجے بڑھاتا ہے اور ابرار کا قرب الٰہی زیادہ کرتا ہے اس لئے اسے رمضان کہتے ہیں۔

نیز یہ اللہ کی رحمت، محبت، ضمان، امان اور نور لیکر آتا ہے اس لئے رمضان کہلاتا ہے۔ خیال رہے رمضان یہ پانچ ہی نعمتیں لاتا ہے اور پانچ ہی عبادتیں روزہ، تراویح، اعتکاف، شب قدر میں عبادت اور تلاوتِ قرآن اسی مہینے میں قرآن اترا اور اسی مہینے کا نام قرآن شریف میں لیا گیا۔(مراۃ شرح مشکوۃ ۱۳۳/۳)

《رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث》

ہر ماہ کے تین روزوں پر شہادت کا اجر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل ﷺ نے مجھے تین چیزوں کی وصیت کی: ہر ماہ کے تین روزے رکھنے کی، دو رکعت نماز چاشت کی، اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی۔ بخاری حدیث: (1187 مسلم 721 ترغیب 983) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی نماز پڑھی اور ہر ماہ کے تین روزے رکھے اور سفر و حضر میں نماز وتر نہ چھوڑے تو اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔(طبرانی، ترغیب 962)

چاشت کی نماز کا وقت اشراق کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے۔ حضرت عمرو بن مُرّہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتایئے اگر میں گواہی دوں اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور پانچ نمازیں ادا کروں، زکوۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور رات کو قیام کروں یعنی نماز تراویح ادا کروں تو میں کن لوگوں میں سے

ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں سے۔(بزار 25 ترغیب 1480) ایک روایت میں ہے
مَنْ مَاتَ عَلَى هٰذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا - وَنَصَبَ أُصْبُعَيْهِ- مَالَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ جو اس حالت میں فوت ہوا تو وہ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوگا اس طرح ہوگا اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیاں کھڑی کیں۔ جب تک وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔(رواہ احمد والطبرانی ترغیب حدیث 3688)

روزہ دار جہنم سے پانچ سو سال دور کر دیا جاتا ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ اُسے آگ سے ستر سال کی راہ سے دور رکھے گا۔ بخاری حدیث (۲۸۴۰) مسلم حدیث (۱۱۵۳) مشکاۃ حدیث (۲۰۵۳) کتاب الصیام باب صیام التطوع

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھے تو اللہ اُس کے اور آگ کے درمیان ایسی خندق کر دے گا جیسے آسمان اور زمین کا درمیان یعنی پانچ سو سال کی راہ۔ ترمذی 1624 مشکوۃ 2064

پہلی حدیث میں ستر سال کی راہ اور اس میں پانچ سو سال کی راہ یعنی اخلاص کے فرق سے ثواب میں فرق ہو جاتا ہے۔ خندق فرما کر اس جانب اشارہ فرمادیا کہ انشاء اللہ اس تک آگ تو کیا اس کی تپش بھی نہ پہنچ سکے گی۔ جب نفلی روزے کا یہ ثواب ہے تو فرض کا کتنا ثواب ہوگا۔

روزہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت کے دروازے کھلتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ جو ایمان اور اخلاص سے رمضان کے روزے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(بخاری 2014 مشکوۃ 1958)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض فرمائے اور میں نے اس کے قیام (یعنی تراویح) کو تمہارے لئے سنت بنایا تو جس نے ایمان اور اخلاص سے اس کے روزے رکھے تو گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے آج ہی پیدا ہوا ہے۔(نسائی 157/4 ترغیب 1479)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ -وفی روایة -فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وفی روایة -فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ۔
جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔(بخاری حدیث:۱۸۹۹) مسلم حدیث:۱۰۷۹ مشکوۃ حدیث ۱۹۵۶)

سوال: نمبرا جب ابھی جنت میں کوئی جاہی نہیں رہا تو اس کے دروازے کھلنے سے کیا فائدہ؟
جواب جنت کے دروازے کھلنے سے وہاں کے حور و غلمان کو خبر ہو جاتی ہے کہ دنیا میں رمضان آ گیا ہے اور وہ روزہ داروں کے لئے دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ مجازاً استعمال کئے گئے ہوں اور جنت کے دروازے کھولنے سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں بکثرت لوگوں کے لئے جنت کا حکم جاری کرتا ہو یا اس ماہ میں لوگ بکثرت نیکیاں کرتے ہیں جو دخول جنت کا سبب ہے۔
سوال نمبر۲ جب دوزخ کے دروازے بند ہو گئے تو رمضان میں گرمی کہاں سے آتی ہے؟۔

جواب   دوزخ کے دروازے بند ہونے سے اس مہینہ میں گنہگاروں بلکہ کافروں کی قبروں پر بھی دوزخ کی گرمی نہیں پہنچتی ۔یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ حقیقۃ دوزخ کے دروازے بند نہیں ہوتے بلکہ مجازاً کہ اللہ تعالی اس ماہ میں لوگوں کے گناہ بکثرت معاف کرتا ہے یااس ماہ میں لوگ برائیوں سے بہت زیادہ رکتے ہیں جو جہنم میں نہ جانے کا سبب ہے۔

سوال نمبر۳ جب شیطان بند ہوگیا تو اس مہینہ میں گناہ کیسے ہوتے ہیں؟۔

جواب   اس کے چار جواب ہیں۔(۱) سرکش اور بڑے شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں اور عام شیاطین آزاد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔ (۲) گمراہ کرنے والے دو شیطان ہیں خارجی اور داخلی اس ماہ میں خارجی شیطان قید کردیئے جاتے ہیں اور داخلی شیطان جسے اردو میں ہمزاد کہتے ہیں آزاد ہوتے ہیں جن کی وجہ سے گناہ ہوتے ہیں۔(۳) شیطان کے گیارہ ماہ مسلسل بہکانے اور وسوسہ ڈالنے سے لوگوں میں اس کے وسوسہ کا اثر اس قدر راسخ ہوجاتا ہے کہ اس کی ایک ماہ کی غیر حاضری سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور لوگ بدستور برائی کے کاموں میں مبتلا رہتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ جیسے بجلی کا پنکھا چل رہا ہو آپ اسے بند کردیں تو وہ کافی دیر تک بغیر بجلی کے چلتا رہتا ہے یا گاڑی چل رہی ہو آپ اس کا سوئچ آف کردیں اور بریک نہ لگائیں تو گاڑی کافی دور جاکر ٹھہرے گی دیکھنے والا یہ سمجھے گا کہ پنکھا اور گاڑی چل رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ دونوں بند ہوتے ہیں یہی حال شیطان کا ہے کہ وہ خود قید ہے لیکن اُس کی گیارہ ماہ کی صحبت اثر دکھارہی ہے۔(۴) ابلیس مع اپنی ذریت کے قید کردیا جاتا ہے اس مہینہ میں جو کوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے۔

روزہ دار کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آگے بڑھو اور اے برائی کے چاہنے والے باز آجا اور اللہ کی طرف سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ترمذی 682 مشکوۃ 1960

س   رمضان کی ہر رات کتنے لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں؟ ج دس لاکھ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی رمضان کی ہر رات ایک منادی سے کہتا ہے کہ وہ تین بار ندا کرے: ہے کوئی سوال کرنے والا میں اس کا سوال پورا کردوں ، ہے کوئی گناہوں سے توبہ کرنے والا میں اس کی توبہ قبول کرلوں، ہے کوئی بخشش مانگنے والا میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی ایسے غنی کو قرض دینے والا جو کبھی فقیر نہیں ہوگا ایسا پورا ادا کرنے والا جو کبھی ظلم نہیں کرتا اور اللہ تعالی کے لئے رمضان کے ہر دن افطار کے وقت دس لاکھ ایسے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے جن کے لئے جہنم واجب ہوچکی ہے جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اللہ تعالی اس دن جہنم سے اتنے لوگوں کو آزاد کرتا ہے جتنے پہلے دن سے لیکر آخر دن تک آزاد کئے ہوتے ہیں۔(طبرانی،ترغیب حدیث 1469)

س   وہ کونسی پانچ خصلتیں ہیں جو صرف اس امت کو عطا ہوئی ہیں؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کو پانچ ایسی خصلتیں عطا ہوئی ہیں جو پہلی امتوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔(۱) روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے(۲) ان کے لئے دریا کی مچھلیاں بھی افطار تک بخشش مانگتی ہیں۔(۳) اللہ تعالی ہر روز ان کے لئے جنت کو آراستہ کرتا ہے اور فرماتا ہے: قریب ہے میرے نیک بندے اپنے اوپر سے دنیا کی مشقتیں پھینک کر تیری طرف آئیں (۴) اور اس میں سرکش شیطانوں کو قید کردیا جاتا تو وہ ان تک رسائی حاصل نہیں کرسکتے جس طرح دوسرے مہینوں میں ان تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔(۵) اور ان کی آخری رات بخشش کردی جاتی ہے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ! کیا وہ لیلۃ القدر ہے؟

فرمایانہیں لیکن قاعدہ یہ ہے کہ مزدور کو مزدوری دے دی جاتی ہے جب وہ اپنا کام پورا کر لے۔(احمد،ترغیب 1455)

س وہ کونسے تین آدمی ہیں جن کی دعا قبول ہوتی ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: روزہ دار کی جب وہ افطار کر رہا ہو، انصاف والے حاکم کی اور مظلوم کی دعا تو اللہ تعالی اسے بادلوں کے اوپر اٹھالیتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگر چہ کچھ دیر بعد سہی۔ (ترمذی 3598 مشکوۃ کتاب الدعوات 2249) یعنی مظلوم کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔دعا رد نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اس کی مراد پوری کر دے گا یا اس کی کوئی بلا ٹال دے گا یا اس کے درجات بلند کر دے گا یا اس کو آخرت میں اجر دے گا۔

س وہ کونسے تین آدمی ہیں جن کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں انشاء اللہ ان کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا جب وہ کھانا حلال ہو: روزہ دار، سحری کھانے والا اور اللہ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھنے والا۔(بزار،کشف الاستار 975، طبرانی،ترغیب 1582)

س وہ کونسی تین چیزیں ہیں جن کو اللہ محبوب رکھتا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں اللہ کو بڑی پیاری ہیں: جلدی افطار کرنا، سحری کھانے میں دیر کرنا اور ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا۔(رواہ الطبرانی،ترغیب حدیث 1590)

س وہ تین کام کونسے ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں روزہ دار کا روزہ نہیں توڑتیں: فصد (پچھنے لگوانا)، قے کرنا اور احتلام۔(ترمذی 719 مشکوۃ 2015) ایک روایت میں ہے جسے روزہ کی حالت میں قے آجائے تو اس پر قضا نہیں جو جان بوجھ کر قے کرے وہ قضا کرے۔ (ترمذی 720 مشکوۃ 2007)

س رمضان المبارک کی تقسیم تین حصوں پر کی گئی ہے کیا آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

ج جی ہاں، رحمت، بخشش، اور جہنم سے آزادی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْ سَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ ﴾ وہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے اور اس کا درمیانی عشرہ بخشش ہے اور اس کا آخری عشرہ جہنم سے آزادی ہے۔ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ ﴾ جو اس مہینہ میں اپنے غلام (ملازم) سے کام میں تخفیف کرے گا تو اللہ تعالی اس کو بخش دے گا اور اسے جہنم سے آزاد کر دے گا(ابن خزیمہ حدیث:۱۸۸۷)

س جبریل امین کی وہ تین دعائیں کونسی ہیں جن پر رسول اللہ ﷺ نے آمین کہی

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منبر کے قریب ہو جاؤ تو ہم قریب ہو گئے تو جب آپ ﷺ نے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، پھر جب تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو کہا آمین، جب آپ ﷺ نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایسی بات سنی ہے جو اس سے قبل نہیں سنی تو ارشاد فرمایا آج میرے پاس جبریل آئے تھے اور کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی تو میں نے آمین کہی پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا جس کے سامنے آپ کا نام پاک لیا گیا اور اس نے آپ پر درود وسلام نہ پڑھا تو میں نے آمین کہی پھر جب میں نے تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو کہا ﴿ بَعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلاهُ الْجَنَّةَ ﴾ وہ شخص اللہ کی رحمت سے دور ہو گیا جس نے اپنے دونوں ماں باپ یا

ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا تو ان دونوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا یعنی وہ ان کی خدمت کر کے جنت کا مستحق نہ بن گیا تو میں نے آمین کہی۔ (رواہ الحاکم، ترغیب حدیث ۱۴۵۸)

س وہ کونسی چار چیزیں ہیں کہ رمضان میں جن کی کثرت کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ: اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کرو ان میں سے دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں اور دو چیزیں وہ ہیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں ﴿ فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ ﴾ پس وہ دو چیزیں جن سے تم اللہ کی رضا حاصل کر سکتے ہیں وہ کلمہ شہادت اور استغفار کی کثرت ہے ﴿ فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهِ مِنَ النَّارِ ﴾ اور وہ دو چیزیں جن کے بغیر تمہارا گذارا نہیں وہ اللہ تعالی سے کثرت کے ساتھ جنت کا سوال کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا ہے۔

(ابن خزیمہ)

س کیا رمضان المبارک میں فرض اور نوافل کا ثواب بڑھ جاتا ہے؟

ہاں، نوافل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ ﴾ جس نے اس ماہ میں نوافل کے ذریعے قرب الٰہی حاصل کیا گویا اس نے دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے۔ (ابن خزیمہ، مشکوۃ) الحمد للہ اہل سنت والجماعت بیس تراویح ادا کر کے بیس فرضوں کا ثواب حاصل کرتے ہیں۔

س اس ماہ میں روزہ افطار کرانے کی کیا فضیلت ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ ﴾ جو اس ماہ میں کسی کا روزہ افطار کرائے گا تو وہ اس کے گناہوں کی بخشش اور جہنم سے آزادی کا باعث ہوگا اور اسے روزہ دار کی طرح ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر کوئی وہ چیز نہیں پاتا جس سے روزہ افطار کرائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ یہ ثواب اسے بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا پانی یا دودھ کے ایک گھونٹ سے افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پلایا تو اللہ تعالی اس کو میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

(ابن خزیمہ)

س روزہ کس چیز سے افطار کرنا سنت ہے؟

تازہ کھجور سے اگر تازہ کھجوریں نہ ملیں تو چھوہاروں سے اگر چھوہارے بھی دستیاب نہ ہوں تو پانی سے افطار کیا جائے۔ ترمذی 696 مشکوۃ 1991 افطاری کی طرح سحری میں بھی کھجور یا چھوہارا کھانا سنت ہے۔ (ابوداود 2345 مشکوۃ 1998)

س افطاری کی دعا کیا ہے؟

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ: پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئی اور انشاءاللہ ثواب ثابت ہو گیا۔ (ابوداود 2357 مشکوۃ 1993)

ایک دوسری دعا یہ ہے ﴿ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ﴾ (ابوداود 2358 مشکوۃ 1994)

اس کے علاوہ بھی دعائیں مانگی جا سکتی ہیں کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔

س　اگر کسی کے گھر کھانا کھائیں یا کسی کے ہاں افطاری کریں تو کونسی دعا پڑھنا سنت ہے؟

﴿اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِی وَاسْقِ مَنْ سَقَانِی﴾ یا یہ دعا پڑھ لیں ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ﴾

س　کامل روزہ کونسا ہے؟

کامل روزہ یہ ہے کہ انسان کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاوں اور تمام اعضاء کو گناہوں سے باز رکھے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا. جو جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا کھانا پانی چھوڑ دینے کی پرواہ نہیں۔ (بخاری ۱۹۰۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے جب تک وہ اس کو پھاڑ نہ ڈالے، عرض کیا گیا روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے فرمایا: جھوٹ اور غیبت سے۔ (ترغیب حدیث ۱۶۰۳) روزہ پھٹنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے۔

﴿روزہ کے بعض ضروری مسائل﴾

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

اگر روزہ دار بھولے سے کھا پی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں داخل ہو جائے خواہ اس کو روزہ یاد ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ ان سے بچنا مشکل ہے، تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو، فصد لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بہ شرطیکہ اس سے انزال نہ ہو، احتلام سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، کلی کرنے کے بعد جو تری منہ میں رہ گئی اس کو نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، کان میں پانی داخل ہونے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر دانتوں کے درمیان سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا تو اگر خون غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں، استمنا بالید (مشت زنی) سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں، اگر ناک (رینٹ) کو اندر کھینچ لیا اور حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، کسی چیز کے چکھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروبِ آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کیا اور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے، اور اگر کوئی شخص رمضان میں عمداً جماع کرے، یا عمداً دوا یا غذا کھائے یا پئے تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ ہے، اور اگر از خود قے آئے اور وہ اس کو واپس حلق میں نہ لوٹائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ قے منہ بھر کر ہو یا اس سے کم ہو، اور اگر خود بخود حلق میں واپس چلی جائے تو پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا، اور اگر عمداً قے لوٹالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا بہ شرطیکہ منہ بھر کر قے آئی ہو، یہ مختار مذہب ہے، اور اگر از خود قے کی تو اگر منہ بھر کر قے کی ہے تو اجماعاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے۔

روزہ میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے، دنداسہ چبانا مکروہ ہے، بوسہ لینا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے مونچھوں پر تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے مسواک کرنا مکروہ نہیں خواہ شام کے وقت کی جائے (درمختار علی ہامش ردالمحتار ۲/۱۱۴)

س　جو شخص رمضان میں اعلانیہ کھائے اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج　جو شخص رمضان میں بلا عذر اعلانیہ قصداً کھائے بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ اسے قتل کرے (ردالمحتار۔ بہار شریعت)

س　جن لوگوں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے کیا وہ کسی چیز کو علانیہ کھا پی سکتے ہیں؟

ج　انہیں بھی کسی چیز کو علانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ (درالمختار۔ بہار شریعت)

س　روزہ کی نیت کس وقت کرنی ضروری ہے؟

ج　رمضان کے ادا روزے، نذر معین اور نفل روزے خواہ سنت ہوں یا مستحب۔ ان سب کے لئے نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے زوال سے پہلے تک ہے۔ مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ اگر زوال کے وقت یا اس کے بعد نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔ اور ان روزوں کے علاوہ باقی روزے

مثلاً قضائے رمضان نذر غیر معین، نفل کی قضا، نذر معین کی قضا اور کفارہ وغیرہ کا روزہ ان سب میں عین صبح صادق کے وقت یا رات میں نیت کر لینا ضروری ہے۔

س رمضان کے روزہ کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج نیت دل کے ارادہ کا نام ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔ اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے۔

میں نیت کرتا ہوں کہ کل اللہ کے لئے فرض رمضان کا روزہ رکھوں گا۔ اور دن میں نیت کرے تو یوں کہے میں نیت کرتا ہوں کہ آج اللہ کے لئے فرض رمضان کا روزہ رکھوں۔

س کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؟

ج کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور بیڑی سگریٹ وغیرہ پینے اور پان تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے۔ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا تو روزہ ٹوٹ گیا بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور منہ بھر نہ ہو تو نہیں اور اگر بلا اختیار قے آئے اور منہ بھر نہ ہو تو روزہ نہ گیا اور اگر منہ بھر ہو تو لوٹانے کی صورت میں جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (بہار شریعت)

س کن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

ج بھول کر کھانے پینے سے نہیں ٹوٹتا۔ تیل یا سرمہ لگانے، مکھی، دھواں یا آٹے وغیرہ کا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف تری منہ میں باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ اسے نگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا تو روزہ نہ جائے گا۔ احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگر چہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے۔ اور جنابت کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر چہ سارا دن جنبی رہا روزہ نہ گیا مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔

قضا اور کفارہ کی صورتیں

س کن صورتوں میں روزہ کی صرف قضا لازم ہے؟

ج یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔ بھول کر کھایا پیا یا احتلام ہوا یا بلا قصد قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا۔ ادائے رمضان کے علاوہ اور روزہ فاسد کر دیا اگر چہ رمضان ہی کی قضا ہو۔ یہ گمان کر کے کہ رات ہے سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کیا کہ آفتاب ڈوب گیا ہے افطار کر لیا۔ حالانکہ ڈوبا نہ تھا۔ ان تمام صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (بہار شریعت)

س کن صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں؟

ج مقیم نے رمضان میں روزہ رمضان کے ادا کی نیت سے روزہ رکھا پھر توڑ دیا یعنی بغیر عذر شرعی قصداً کوئی دوا یا غذا کھائی یا پانی پیا تو روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ تیل یا سرمہ لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب اس نے کھا پی لیا تو ان صورتوں میں بھی روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (درمختار بہار شریعت)

س کیا کفارہ لازم ہونے کے لئے کوئی شرط بھی ہے؟

ج ہاں کفارہ لازم ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں

س روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

س روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے یا پے در پے ساٹھ روزے رکھے اور یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر دونوں

وقت کا کھانا کھلائے اور روزہ کی صورت میں اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزہ رکھنا پڑیں گے۔ (بہار شریعت)

س کن چیزوں سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے؟

ج جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینے، بیہودہ بات کرنے اور کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

س کیا روزہ دار کو کلی کرنے کے لئے منہ بھر پانی لینا مکروہ ہے؟

ج ہاں، روزہ دار کو کلی کرنے کے لئے منہ بھر پانی لینا مکروہ ہے۔

س کیا روزہ کی حالت میں خوشبو سونگھنا، تیل کی مالش کرنا اور سرمہ لگانا مکروہ ہے؟

ج نہیں، روزہ کی حالت میں خوشبو سونگھنا، تیل کی مالش کرنا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے۔ مگر زینت کے لئے سرمہ لگانا ہمیشہ مکروہ ہے اور روزہ کی حالت میں بدرجہ اولیٰ مکروہ ہے۔ (بہار شریعت۔ در مختار)

س کیا روزہ میں مسواک کرنا مکروہ ہے؟

ج نہیں، روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے۔ بلکہ جیسے اور دنوں میں مسواک کرنا سنت ہے ویسے ہی روزہ میں بھی مسنون ہے چاہے مسواک خشک ہو یا تر اور زوال سے پہلے کرے یا بعد میں کسی وقت مکروہ نہیں۔ (بہار شریعت)

س رمضان میں اذان فجر کے دوران کھانا پینا کیسا

ج سحری کے آخری وقت کے بارے میں بعض لوگ کہہ دیتے ہیں. جب تک صبح کا اتنا اجالا پھیل جائے کہ چیونٹیاں نظر آنے لگیں اس وقت تک سحری کا وقت باقی رہتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تک فجر کی اذان کی آواز آتی رہے سحری کھانے میں مضائقہ نہیں یوں ان کا روزہ ہوتا ہی نہیں سارا دن بھوک پیاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ روزہ بند کرنے کا تعلق اذان سے نہیں ہے۔ صبح صادق سے پہلے کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے۔ فجر کی اذان کے دوران کھانے پینے کا کوئی جواز ہی نہیں۔ اذان ہو یا نہ ہو صبح صادق ہوتے ہی کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے۔

س کیا انجیکشن (ٹیکہ) لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جی ہاں، تحقیق یہ ہے کہ انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجیکشن کے ذریعہ براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے لہذا منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجیکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بہ طریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے، فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے معدہ کے عمل ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے انجیکشن کے ذریعہ اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لئے جس طرح منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح دوا کا انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جو چیز صورۃً اور معنیً دونوں طرح مفطر ہو اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور جو صرف صورۃً یا صرف معنیً مفطر ہو اس سے صرف قضا لازم آتی ہے کفارہ نہیں ہے اور دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانا صرف معنیً مفطر ہے صورۃً مفطر نہیں ہے۔

(تفصیل دیکھیں شرح مسلم طبع خامس سعیدی تفسیر تبیان القرآن ۱/۶۷۲)

مریض کے لئے روزہ قضا کرنا: علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں: جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو، روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزوں کی قضا کرنا واجب ہے۔ اور اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے اور ضرورت متحقق ہے لہذا روزہ توڑنا جائز ہے۔ (المہذب)

امام ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد نے کہا: جب یہ خوف ہو کہ اس کی آنکھ میں درد زیادہ ہوگا یا بخار زیادہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے۔ (احکام القرآن ۱/۱۷۴)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی کرنے والے مسافر، حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو، یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن، تجربہ، علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔ (درمختار ۲/۱۱۷)

گردہ میں پتھری: جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں بیس پچیس گلاس پانی پینا ہوتا ہے یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو، یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیماری زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔

شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد: شوگر، بلڈ پریشر، دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے، ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہوتیں، ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے، اور عام حالت میں دمہ بھی روزے کے منافی نہیں ہے، لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے، اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لئے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔ جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو، اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لئے فدیہ دیں۔ (ردالمحتار ۲/۱۹۹)

فدیہ کی مقدار: ایک روزہ کے لئے نصف صاع یعنی دو کلو گندم یا اس کی قیمت فدیہ دے، روزہ کے فدیہ میں فقراء کی تعداد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔ (درمختار ۲/۱۱۹)

مسافر کا روزہ: امام شافعی فرماتے ہیں: مسافر کے لئے روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (روضۃ الطالبین)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جو تین دن تین راتوں کی مسافت پر مشتمل ہو، خواہ یہ سفر معصیت ہو۔ (ردالمحتار ۲/۱۱۶)

جمہور فقہاء احناف نے تین دن رات کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ کیا ہے (ردالمحتار ۱/۵۲۶) اٹھارہ فرسخ ۵۴ شرعی میل کے برابر ہیں جو انگریزی میلوں کے حساب سے ۶۱ میل، دو فرلانگ، بیس گز ہے اور ۳۴ء۹۸ کلومیٹر کے برابر ہے۔

سعودی عرب کے حساب سے روزے رکھتا ہوا پاکستان آیا تو عید کس حساب سے کرے گا

پاکستان میں اکثر ایسا ہوتا کہ لوگ سعودی عرب سے ایک یا دو روز پہلے روزے رکھتے ہوئے آتے ہیں اور ان کے تیس روزے پورے ہو جاتے ہیں اور یہاں ہنوز رمضان ہوتا ہے تو چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے اس کو روزے رکھنے چاہئے قرآن پاک میں ہے ﴿تم میں سے جو اس مہینہ میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔ (البقرہ: ۱۸۵) اور اس شخص نے اس صورت میں رمضان کا مہینہ پایا ہے اس لئے وہ سب کے ساتھ روزے رکھے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس دن لوگ روزہ رکھیں اس دن روزہ ہے اور جس دن لوگ عید کریں اس دن عید ہے۔ (ترمذی ص ۱۴۴) اس حدیث کا بھی تقاضا ہے کہ جو شخص پاکستان میں آ گیا وہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ روزے رکھے اور یہاں کے لوگوں کے ساتھ عید کرے۔

س پاکستان سے روزے رکھتا ہوا سعودی عرب گیا تو عید کس حساب سے کرے گا

چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے پاکستان سے سعودی عرب پہنچنے کے بعد اس شخص پر سعودی عرب کے مطلع کے احکام لازم ہوں گے، وہ اس کے حساب سے روزے رکھے گا اور ان کے حساب سے عید کرے گا۔ لیکن اس کے روزے تیس سے کم ہیں تو وہ کم دنوں کی احتیاطاً قضا کرے۔

سعودی عرب سے عید کے دن سوار ہو کر پاکستان آیا اور یہاں رمضان ہے: چونکہ مذاہب اربعہ کے محققین فقہاء کے نزدیک بلاد بعیدہ میں اختلاف مطالع معتبر ہے، اس لئے جو شخص سفر کر کے دور دراز علاقہ میں پہنچے گا تو اس پر وہاں کے جغرافیائی حالات کے اعتبار سے شرعی احکام لازم ہوں گے۔ (تفسیر تبیان القرآن علامہ سعیدی ۱/۶۸۴-۶۸۵)

صدقہ فطر کا بیان

﴿محقق دوراں جناب علامہ نصر اللہ صاحب مدنی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر اس لئے مقرر فرمایا تا کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور دوسری طرف مساکین کے لئے خوراک ہو جائے۔ (ابوداود)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جَو یا نصف صاع گیہوں۔ (ابوداود، نسائی)

س صدقہ فطر کسے کہتے ہیں؟

ج عیدالفطر کے دن جو صدقہ دیا جاتا ہے اسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔

س صدقہ فطر واجب ہے یا سنت؟

ج صدقہ فطر واجب ہے اور عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی جب بھی ادا کرے گا ادا ہی ہوگا قضا نہ ہوگا اگر چہ نماز عید الفطر سے پہلے ادا کر دینا مسنون ہے۔ (درمختار۔ بہار شریعت)

س صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

ج صدقہ فطر مالکِ نصاب پر واجب ہوتا ہے۔

س کیا زکوۃ اور صدقہ فطر کے نصاب میں کچھ فرق ہے؟

ج ہاں، زکوۃ واجب ہونے کے لئے ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کا سامانِ تجارت حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے۔ اور صدقہ فطر میں چاندی یا سونا کے نصاب کی قیمت کا اگر سامان غیر تجارت بھی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو تو

صدقہ فطر واجب ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس تانبے پیتل کے برتن تجارت کے لئے نہ ہوں مگر حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں اوران کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہو تو ان برتنوں کے سبب زکوۃ واجب نہیں ہوگی مگر صدقہ فطر واجب ہوگا۔

س صدقہ فطر کس کی طرف سے دینا واجب ہے؟

ج ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی ہر نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ ہاں اگر نابالغ اولاد خود مالک نصاب ہو تو اس کا صدقہ اس کے مال سے ادا کرے۔

س صدقہ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

ج عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا کوئی شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا یا صبح صادق ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو صدقہ فطر واجب نہ ہوا۔ اگر صبح صادق ہونے کے بعد مرا یا صبح صادق ہونے سے پہلے بچہ پیدا ہوا تو صدقہ فطر واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیری، بہارشریعت)

س صدقہ فطر عید سے پہلے رمضان شریف میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

ج جائز ہے۔ (فتاوی عالمگیری۔ درمختار)

س صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے؟

ج صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا آدھا صاع دیں اور کھجور منقی یا جو یا اس کا آٹا ایک صاع دیں۔

س صاع کتنی مقدار کا ہوتا ہے؟

ج اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ نئے وزن سے چار کلو اور تقریباً ۹۴ گرام اور آدھا صاع دو کلو تقریباً ۴۷ گرام کا ہوتا ہے۔

س اگر گیہوں یا جو دینے کے بجائے ان کی قیمت دی جائے تو کیا حکم ہے؟

ج ان کی قیمت دینا افضل ہے۔

س اگر چاول اور باجرہ وغیرہ صدقہ میں دینا چاہیں تو کیا حکم ہے؟

ج گیہوں، جو، کھجور اور منقی ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کوئی دوسرا غلہ دینا چاہیں تو قیمت کا لحاظ ہوگا یعنی اس چیز کا آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کا ہونا ضروری ہے۔

س صدقہ فطر کن لوگوں کو دینا جائز ہے؟

ج جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے اور جن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز نہیں۔

اعتکاف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہاں تک (اسی طریقہ پر) وصال فرمایا: (بخاری)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا اس کے لئے دو حج اور دو عمرہ کا ثواب ہے۔ (بیہقی، ترغیب ۱۶۰۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلا اور اس کی حاجت پوری کردی تو اس کے لئے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں حائل کردے گا جو زمین و آسمان سے زیادہ چوڑی ہوں گی۔ (طبرانی، ترغیب ۱۶۰۹) اگر ایک دن کے اعتکاف کی

یہ فضیلت ہے تو دس یا زیادہ دنوں کے اعتکاف کی فضیلت کیا ہوگی۔

اعتکاف کا معنیٰ لغت میں بند ہونا، ٹھہرنا اور لازم ہونا ہے اور شریعت میں کسی مخصوص شخص کا مخصوص طریقہ کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے۔

علماء نے اعتکاف کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ نفلی مسنون اور واجب

نفلی اعتکاف کا مطلب ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی مسجد میں داخل ہو تو وہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہرنا چاہے اتنی دیر کے لئے اعتکاف کا ارادہ کرلے۔ وہ مسجد میں داخلہ کے وقت اس طرح کہے ﴿نَوَیْتُ سُنَّۃَ الاعْتِکَافِ﴾ اس اعتکاف کے لئے کسی وقت کی تعین نہیں اور نہ ہی روزہ رکھنا شرط ہے اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب تک مسجد میں رہے گا اس کو اعتکاف کا اجر و ثواب ملتا رہے گا۔ یہ جب چاہے مسجد سے باہر جاسکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں۔

مسنون اعتکاف رمضان کے آخری دس دنوں کا (راتوں سمیت) اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر علاقے بھر سے چند افراد یہ اعتکاف کرلیں تو سب کی جانب سے ادا ہوگیا، ورنہ تمام اہل علاقہ گنہگار ہوں گے۔ اس کا وقت رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروبِ آفتاب کے قبل عید الفطر کے چاند طلوع ہوجانے تک ہے۔ اگر معتکف بیس رمضان کو سورج غروب ہونے سے قبل مسجد میں نہ پہنچ سکے تو اس کا اعتکاف نہ ہوگا۔ اب اگر وہ نفلی اعتکاف کرنا چاہے تو کرسکتا ہے کیونکہ وہ کسی وقت بھی ہوسکتا ہے۔

واجب اعتکاف اگر کوئی آدمی یہ نذر مان لے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا جب اس کا کام پورا ہوگیا تو اس پر ان مخصوص دنوں کا اعتکاف کرنا واجب ہوگا کیونکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے۔

س معتکف کو بلاضرورت فنائے مسجد میں جانا کیسا؟

ج رمضان شریف کے آخری عشرہ میں معتکف فنائے مسجد میں بلاضرورت بھی جاسکتا ہے۔ مفتی امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت لکھتے ہیں: فنائے مسجد جو جگہ مسجد سے باہر اس سے ملحق ضروریات مسجد کے لئے ہے مثلاً جوتا اتارنے کی جگہ اور غسل خانہ وغیرہ ان میں جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۱ ص ۳۹۹) بہار عقائد و مسائل ص ۲۵۸)

نمازِ تراویح: امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک تراویح بیس رکعت ہے اور امام مالک کے نزدیک چھتیس رکعت ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ بمعنیٰ ایک دفعہ آرام کرنا، جیسے تسلیمہ بمعنیٰ ایک دفعہ سلام کرنا اور رمضان کی راتوں میں باجماعت نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اس مناسبت سے کہ ابتداءً جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اس امر پر ہوگیا تو وہ ہر دو سلاموں کے بعد (چار رکعات کے بعد) کچھ آرام کرتے تھے۔ (فتح الباری کتاب صلاۃ التراویح)

واضح رہے کہ خود تراویح کا صیغہ بتلا رہا ہے کہ تراویح کی رکعات آٹھ سے زائد ہیں چونکہ چار رکعت، ایک ترویحہ اور آٹھ رکعت، تَرْوِیْحَتَیْن بارہ اور اس سے زائد رکعات تراویح۔

کیونکہ عربی کی جمع تین سے شروع ہوتی ہے اگر آٹھ رکعت تراویح ہوتی تو پھر اسے تراویح کہنا درست نہ تھا بلکہ تَـرْوِیْـحَتَیْـن کہنا چاہئے تھا۔ بیس رکعات تراویح سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ ہے اور آٹھ رکعت تراویح خلاف سنت ہے۔ دلائل ملاحظہ ہوں:

حدیث: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انّ رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 394/2

ہر چند بیس رکعت تراویح کی حدیث مرفوع سنداً ضعیف ہے لیکن حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سمیت اس دور کے تمام صحابہ کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہو چکا ہے اور یہ بات بکثرت آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لئے بیس رکعت تراویح کی مشروعیت بے غبار ہے۔

غیر مقلدین حضرات بیس رکعات تراویح کے معارضہ میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں کس طرح نماز پڑھتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ بخاری 1147 مسلم 738 ترمذی 439

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اس نماز کے بارے میں بتلا رہی ہیں جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں مشترک ہے اور وہ تہجد کی نماز ہے نہ کہ تراویح کی اس لئے غیر مقلدین کا اس کو تراویح کی نماز پر محمول کر کے اس سے بیس رکعت تراویح پر معارضہ کرنا صحیح نہیں ہے جبکہ بیس رکعت تراویح بکثرت آثار صحابہ سے ثابت ہے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تراویح آٹھ رکعات پڑھتے تھے۔ اگر بیس رکعت پڑھتے تو کل رکعات تیئس ۲۳ ہوتیں۔ اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ حدیث تمہارے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اس حدیث سے تین وتر بھی ثابت ہو رہے ہیں تب ہی تو گیارہ رکعات ہوئی غیر مقلدین بتائیں کہ وہ ایک وتر کیوں پڑھتے ہیں کیا بعض حدیث پر ایمان ہے اور بعض کا انکار۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث میں تہجد کا ذکر فرما رہی ہیں تراویح رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں نہیں پڑھی جاتیں اسی لئے امام بخاری اور امام ترمذی اس حدیث کو کتاب التہجد میں لائے ہیں اور صلاۃ التراویح کے لئے علیحدہ باب باندھا۔

اہل حدیثوں کو چاہئے کہ بارہ مہینے تراویح پڑھا کریں کیونکہ رمضان ہو یا غیر رمضان رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے۔ تراویح سونے کے بعد نہیں پڑھی جاتی تہجد پڑھی جاتی ہے۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ وہ سونے کے بعد تراویح پڑھا کریں۔

اگر اس نماز سے مراد تراویح ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح کا حکم کیوں دیا کیا خلفاء راشدین بدعت سیئہ کا حکم دے سکتے ہیں اور تمام صحابہ نے یہ حکم کیوں قبول کیا ان میں کوئی بھی متبع سنت اور حق گو نہیں تھا آج اتنے عرصہ کے بعد تم حق گو بھی پیدا ہوئے اور متبع سنت بھی اور خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سب کچھ دیکھ کر کیوں اعلان نہ کیا کہ تم یہ کام خلاف سنت کر رہے ہو۔ وہ خاموش کیوں رہیں کیا ان پر تبلیغ حق فرض نہ تھی کیا تم ام المومنین سے افضل ہو۔

اگر بیس رکعات تراویح بدعت سیئہ ہے اور آٹھ رکعات تراویح سنت اور تم بہادروں نے چودہ سو سال بعد یہ سنت جاری کی۔ تو بتاؤ حرمین شریفین کے تمام مسلمان بدعتی اور گمراہ ہیں تم آج نجدیوں کو اس کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے جہاں آج بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جا رہی ہیں۔

اس حدیث میں ایسی نماز کا ذکر ہے جو تنہا ہوتی تھی اور وہ تہجد ہے، تراویح تو با جماعت ہوتی ہے۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ آج سے وہ تنہا تراویح پڑھنا شروع کر دیں۔ اس روایت میں چار چار رکعات نماز کا ذکر ہے اور تراویح تو بالاتفاق دو دو کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اہل حدیثوں کو چاہئے کہ آج سے وہ چار چار رکعات تراویح پڑھنا شروع کر دیں۔

مفسر قرآن علامہ الشیخ محمد علی الصابونی الاستاذ بکلیۃ الشریعہ جامعہ ام القری بمکہ المکرمہ لکھتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنا مشاہدہ بیان فرما رہی ہیں اور یہ اس کے منافی نہیں کہ آپ اس سے زیادہ نماز پڑھتے ہوں کیونکہ آپ تو ازواج میں سے ایک تھیں اور ہر رات حضور ﷺ ان کے ہاں نہیں گذارتے تھے حتیٰ کہ آٹھ رکعات پر قطعی حکم لگایا جائے وہ تو اپنے مشاہدہ کی خبر دے رہی ہیں۔ اسی طرح ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں۔ (مسلم حدیث 718) حالانکہ چاشت کی نماز حضور ﷺ سے ثابت ہے حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ کو چاشت کی نماز پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی (مسلم 721 بخاری 1981) اور فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے آٹھ رکعات نماز چاشت ادا کی۔ (بخاری و مسلم 720) کیا ہم رسول اللہ

ﷺ کی نماز چاشت کا انکار کریں صرف اس وجہ سے کہام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔اسی طرح حضور ﷺ سے گیارہ رکعات سے زیادہ کی نفی نہیں ہوسکتی۔اس لئے کہ حضور ﷺ سے تہجد کی نماز تیرہ رکعات بھی ثابت ہے۔(کتاب صلاۃ التراویح ص 118-111)

﴿عہد فاروقی میں بیس رکعات تراویح﴾

عن يزيد بن رومان رضى الله عنه أنه قال كا ن الناس يقومون فى زمان عمر بن الخطاب رضى الله عنه فى رمضان بثلاث و عشرين ركعة ۔

امام مالک حضرت یزید بن رومان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ بیس رکعت پڑھا کرتے تھے۔(موطا باب ماجاء فی قیام رمضان ص 115/1)

امام مالک نے تراویح کے لئے دوروایتیں ذکر کی ہیں ایک گیارہ والی السائب بن یزید سے اوردوسری بیس رکعت والی یزید بن رومان سے امام بیہقی دونوں روایتیں اپنی سنن کبری میں بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:ان دونوں روایات میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور پھر بیس رکعات تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔(سنن کبری 496/2)بیہقی نے کتاب المعرفہ میں نقل کیا کہ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں لوگ بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھا کرتے تھے۔(اسنادہ صحیح ۔نصب الرایۃ 154/2)امام مالک کے علاوہ دیگر محدثین نے اسی سند سے اکیس رکعت کا ذکر کیا ہے مثلاً امام عبدالرزاق نے محمد بن یوسف سائب بن یزید سے اکیس رکعات کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن یوسف سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان میں ابی بن کعب اور تمیم داری کی اقتداء میں لوگوں کو اکیس رکعت پر جمع کیا جن میں وہ سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور فجر کے قریب فارغ ہوتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق 262/4)

اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ گیارہ رکعات کی روایت معلوم،شاذ اور امام مالک کا تسامح ہے۔

امام بیہقی نے جو تطبیق ذکر فرمائی ہے اس کی تقویت اس بات سے ہوتی ہے کہ بعد کے صحابہ مثلاً خلفاء راشدین حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

سائب بن یزید سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تئیس رکعات پڑھتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق 262/4)

یحیٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے(مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولیٰ 1406ھ)

﴿عہد عثمانی میں بیس رکعات تراویح﴾

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں ایسی آیات پڑھتے تھے جن میں سو آیات ہوتی تھیں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شدتِ قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔(حافظ ابوبکر بن علی السنن الکبری 496/2 عدد رکعات القیام فی رمضان)

﴿عہد علی میں بیس رکعات تراویح﴾

ابوالحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی 1406ھ

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے اور تین رکعات وتر۔ (السنن الکبریٰ 496/2 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ (السنن الکبریٰ 496/2 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

حافظ ابو عمر بن عبدالبر یہ روایت ذکر کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں مسلمانوں کو بیس رکعات پڑھائے اور یہ رکعات وتر کے علاوہ تھیں۔ (التمہید 15/8 مکتبہ قدوسیہ لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل رسول اللہ ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ حضرت الاعمش فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول بھی بیس رکعات تراویح پڑھنے کا تھا۔ (مروزی قیام اللیل ص 157) نافع بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعات تراویح پڑھاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی 1406ھ ابن رفیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ 293/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی 1406ھ

جمہور صحابہ اور اہل مکہ کا عمل: امام ترمذی فرماتے ہیں: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعات تراویح ہے، جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ کے دیگر اصحاب سے مروی ہے۔

امام شافعی نے فرمایا: اسی طرح میں نے اپنے شہر مکہ میں پایا کہ وہ بیس رکعات پڑھتے تھے۔

ترمذی باب ماجاء فی قیام رمضان حدیث 806

غیر مقلدین سے گذارش: شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب فرماتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات بیس رکعات تراویح کو بدعت اور مخالف سنت نبوی قرار دیتے ہیں اور سالہا سال سے وہ اس موضوع پر اہل سنت سے مناظرہ اور مباحثہ کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم اس مسئلہ میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ غیر مقلدین حضرات جو ہر رمضان اور رمضان کی ہر شب میں تراویح جماعت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس میں ختم قرآن کا التزام کرتے ہیں اس میں کونسی صریح اور صحیح مرفوع متصل حدیث ہے؟ کیونکہ بخاری اور مسلم کی صحیح روایت میں صرف یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک بار رمضان کی آخری تین راتوں میں قیام کیا۔

اور ہر رمضان میں اور رمضان کی ہر شب کو جماعت کے ساتھ خواہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنا اور رمضان میں جماعت کے اندر ختم قرآن کا التزام کرنا بھی ان کے اصول پر بدعت اور مخالفت سنت نبوی ہے۔ اور اگر یہ تمام امور حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کی اتباع میں کئے جاتے ہیں اور اس وجہ سے بدعت اور مخالفت سنت نبوی نہیں ہیں تو بیس رکعات بھی انہی صحابہ کا طریقہ ہے اس کو بدعت قرار دے کر مسلمانوں کو اس کار خیر سے کیوں روکا جاتا ہے یہ بات ہم آج تک نہیں سمجھ سکے۔ بیس رکعات تراویح پر مقالات سعیدی میں قیام رمضان کے عنوان سے ہمارا ایک مفصل مقالہ موجود ہے، جس میں اس عنوان پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ وہ اہل علم کے لئے قابل مطالعہ ہے۔ (شرح مسلم سعیدی 502/2)

آٹھ رکعات تراویح کے قائلین کا سہارا بالآخر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جو کہ علماء حدیث کے نزدیک ضعیف ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں آٹھ تراویح پڑھائیں۔

ابن خزیمہ ابن حبان یہ روایت اس قدر ضعیف و منکر ہے کہ اس سے استدلال ہی نہیں کیا جا سکتا چونکہ اس میں ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ ہے

جس کی بابت ابن حجر نے نقل کیا ہے کہ ابوداود کہتے ہیں اس کے پاس منکر روییتیں ہیں۔ساجی اور عقیلی نے اس کو ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں۔(تہذیب التہذیب۔حرف العین) لہٰذا اس طرح کی منکرہ موضوعہ کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صرف تین دن نماز تراویح باجماعت مسجد میں ادا کی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شب مسجد میں نماز پڑھی تو آپ کی اقتداء میں لوگوں نے نماز پڑھنا شروع کردی۔پھر دوسری شب نماز پڑھی تو اور زیادہ لوگ جمع ہو گئے، پھر تیسری یا چوتھی رات کو صحابہ جمع ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف نہ لائے صبح کو ارشاد فرمایا: میں نے تم لوگوں کو دیکھا تھا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے صرف یہ خوف مانع تھا کہ تم پر تراویح فرض ہو جائے گی اور یہ رمضان کا واقعہ تھا۔(مسلم 761 بخاری 1129) اور ایک روایت میں ہے: اے لوگوں اپنے گھر میں نماز پڑھو کیونکہ مرد کی نماز فرائض کے سوا گھر میں بہتر ہے۔ بخاری حدیث: 7290 مسلم 781 مشکوۃ 1295

حضور ﷺ اپنی امت پر رحیم و کریم ہیں اس رحمت کی وجہ سے لگاتار پورا مہینہ تراویح نہ پڑھائیں اب تراویح سنت مؤکدہ ہے لیکن تراویح کی جماعت سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔حضور ﷺ کو یہ علم بھی تھا کہ اگر میں اسی طرح تراویح پڑھاتا رہا تو تراویح پانچ وقتہ نماز کی طرح فرض ہو جائے گی اور اگر فرض ہوگئی تو میری امت اس فرض کی پابندی نہ کر سکے گی۔اس سے حضور ﷺ کا علم بھی ثابت ہو رہا ہے اور رحمت بھی۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تہجد اور تراویح دو الگ عبادتیں ہیں ایک نہیں۔جیسا کہ اہل حدیث کہتے ہیں کہ تہجد یا قیام اللیل اور تراویح ایک ہی عبادت کے دو نام ہیں۔یہ نظریہ باطل ہے کیونکہ تراویح میں تو تمام صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے یہ امر کسی پر مخفی نہ رہا لہٰذا تراویح کے متعلق تو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی وہ تو سب صحابہ جانتے تھے کیونکہ نماز تراویح گھر میں نہیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کی گئی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف وہ وہی سوال کیا گیا جو صحابہ پر مخفی تھا جسے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بتا سکتی تھیں اور وہ تہجد یا قیام اللیل ہے۔اگر تراویح کے متعلق سوال ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیا تم اس نماز میں شریک نہیں تھے۔

غیر مقلدین کو بھی چاہئے کہ صرف تین دن نماز تراویح پڑھیں اور تین دن جماعت کرائیں باقی دن جماعت کرانا خلاف سنت ہے اور مسجد میں صرف تین دن نماز پڑھیں باقی دن اپنے اپنے گھروں میں تراویح ادا کریں۔اگر وہ کہیں کہ پورا مہینہ جماعت کے ساتھ مسجد میں تراویح ادا کرنا کہ خلفاء راشدین کی سنت ہے تو پھر ہم کہیں گے کہ اگر یہ تمام سنتیں تمہیں قبول ہیں تو پھر بیس تراویح بھی خلفاء راشدین کی سنت ہے اس سے انکار کیوں ہے۔تراویح کے متعلق خلفاء راشدین کی باقی تمام سنتوں کو قبول کر رہے ہو صرف بیس تراویح سے ہی دشمنی ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح پڑھنے کا حکم دیا جس پر تمام صحابہ نے سکوت فرمایا۔اس لئے بیس تراویح پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا نیز اس سے لزوماً یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی تھی ورنہ صحابہ کرام ضرور اختلاف کرتے خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا۔صحابہ کرام سے یہ مستبعد ہے کہ دین میں اس قسم کا اضافہ برداشت کر سکیں۔کوئی وہابی یہ بات ثابت نہیں کر سکتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہو کہ یا امیر المؤمنین تم نبی ﷺ کی سنت تبدیل کر رہے ہو تراویح تو آٹھ رکعات ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خلفاء راشدین سے اختلاف ثابت نہیں تو معلوم ہو گیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیس تراویح ہی پڑھتی رہیں اور آٹھ رکعت والا مسئلہ تہجد کے متعلق ہے۔

اہل حدیث منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی کے نقش قدم پر: غیر مقلدین کے ذمہ دار علماء بھی اس حقیقت کے معترف ہیں کہ تہجد اور تراویح دو علیحدہ نمازیں ہیں۔ان کو ایک سمجھنا منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی کا مذہب ہے جب شروع میں اس نے یہ دعوی کیا تو ثناء اللہ امرتسری نے اس کا رد لکھا۔لیکن اب اہل حدیث بھی اسی کی بولی بول رہے ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اہل حدیث ترقی کرتے کرتے عبداللہ چکڑالوی منکر حدیث کا

مذہب قبول کر چکے ہیں اگر اسی طرح ترقی جاری رہی تو شاید وہ وقت بھی آجائے کہ شیعوں کی پیروی میں منکر قرآن بھی بن جائیں۔ چنانچہ محمد اقبال کیلانی غیر مقلد صاحب لکھتے ہیں: رمضان میں نماز تراویح یا قیام رمضان باقی مہینوں میں تہجد یا قیام اللیل ہی کا دوسرا نام ہے۔ (کتاب الصلاۃ ص ۱۵۱ مسئلہ نمبر 403)

غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری عبداللہ چکڑالوی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایسے صاف اور صحیح جواب کو پا کر بھی ان مولوی صاحب (عبداللہ چکڑالوی) نے قبول نہیں کیا بلکہ اس کے جواب میں بہت کوشش کی ہے جس ساری کوشش کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے دو نہیں۔ یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی ہیں نیند سے اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہی ہے۔ (اہل حدیث کا مذہب ص 92-93)

دوسرا غور طلب امر یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح کے بعد تہجد کی نماز بھی پڑھی جائے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فتاوی ثنائیہ کے دو سوال و جواب ملاحظہ ہوں:-

سوال: جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے۔ اول شب تہجد نہیں ہوتی۔

سوال: رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد دونوں ہیں یا تہجد کے بدل تراویح؟

جواب: اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے۔ پچھلے وقت پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔

(ثناء اللہ امرتسری: فتاوی ثنائیہ 654-682/1)

معلوم ہوا کہ تہجد کا وقت رات کا آخری حصہ ہے۔ شروع رات کی عبادت کو تہجد کے قائم مقام نہیں کہہ سکتے۔

بالفرض اگر کوئی شخص رات کے آخری حصہ میں تراویح پڑھے تو صرف وہ تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔ امرتسری صاحب قائم مقام کی تشریح کرتے ہیں: اس آخری صورت میں تراویح تہجد کے قائم مقام ہونے سے دونوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا جیسے کہ جمعہ ظہر کا قائم مقام ہے لیکن دونوں ایک نہیں۔ (اہل حدیث کا مذہب ص ۹۳)

معلوم ہو گیا کہ تراویح اور ہے اور تہجد اور ہے دونوں کو ایک قرار دینا منکرین حدیث کا مذہب ہے۔

مسجد نبوی شریف کے مشہور مدرس قاضی شیخ عطیہ سالم کی تحقیق: سعودی عرب نامور عالم مسجد نبوی شریف کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے قاضی شیخ عطیہ سالم نے نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر ایک مستقل کتاب "التراویح" لکھی اور بتایا کہ ہر دور میں بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی رہیں اس تحقیق کے بعد دو سوال کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۱ کیا ایک ہزار سال سے زائد اس طویل عرصہ میں کسی موقعہ پر بھی ثابت ہے کہ مسجد نبوی میں مستقل آٹھ تراویح پڑھی جاتی تھیں؟ یا چلیں بیس سے کم تراویح پڑھنا ہی ثابت ہو؟ بلکہ ثابت تو یہ ہے چودہ سو سالہ دور میں بیس یا بیس سے زائد تراویح ہی پڑھی جاتی تھی۔

سوال نمبر ۲ دوسرا سوال یہ ہے کہ کسی صحابی یا ماضی کے کسی عالم نے بھی یہ فتویٰ دیا ہو کہ آٹھ سے زائد تراویح جائز نہیں ہیں اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو اس فتویٰ کی بنیاد بنایا ہو؟

الغرض جب پورے چودہ سو سالہ دور میں ایک قابل ذکر شخص بھی ایسا نہیں ملتا جس نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ آٹھ سے زائد تراویح جائز نہیں اور نہ ہی ثابت ہوا کہ مسجد نبوی میں باجماعت صرف آٹھ تراویح ادا کی گئی ہوں تو پھر بھی جو لوگ آٹھ تراویح پڑھنے پر مصر ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت

دیتے ہیں ہم ان سے صرف اتنا عرض کردیتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کے طرز پر تراویح پڑھنا ان کی مخالفت سے بہتر ہے خصوصا اس شخص کے لئے جو مسجد میں باجماعت تراویح پڑھے۔ (کتاب التراویح: 108-109)

تنہا عشاء پڑھنے والا باجماعت وتر پڑھ سکتا ہے: عہد قریب کے بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والا وتر باجماعت نہیں پڑھ سکتا لیکن یہ صحیح نہیں ہے رمضان میں تنہا عشاء پڑھنے والے کو باجماعت وتر پڑھنے سے نہ قرآن نے منع کیا ہے نہ حدیث نے، نہ اجماع سے اس کا عدم جواز ثابت ہے نہ قیاس سے تو پھر محض عہد قریب کے بعض علماء کے اس کو ناجائز کہنے سے یہ ناجائز کیسے ہوجائے گا۔ (شرح مسلم سعیدی 502/2)

مسائل دینیہ

قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کے دلائل کی روشنی میں

﴿محقق دوراں جناب علامہ نصر اللہ صاحب مدنی﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت: آپ کی زندہ کرامت یہ ہے کہ آپ کے وصال باکمال کے پانچ سال بعد بھی ماہنامہ ''الحقیقہ،، پوری آب وتاب کے ساتھ جاری وساری ہے بلکہ دن بدن اس کی مقبولیت میں اضافہ ہورہا ہے، پوری دنیا میں اسے پڑھا جارہا ہے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء اور اساتذہ اس سے مستفید ہورہے ہیں علماء کرام اس کا باریک بینی سے مطالعہ کرتے ہیں اور ٹیلی فون کے ذریعے مبارک دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ''مجلہ الحقیقہ،، بڑا مدلل ہوتا ہے۔ بعض خطیب حضرات کہتے ہیں کہ ہم اس سے تیاری کرکے جمعہ پڑھاتے ہیں۔ شاہدرہ لاہور سے جناب کامران عطاری اور شہزاد عطاری بتاتے ہیں کہ ہم اسے بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور بہت سے رسالے خرید کر مفت تقسیم بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ کراچی سے جاوید اقبال صاحب بتاتے ہیں کہ میں اور میرے اہل خانہ کو اس کا بڑی شدت سے انتظار ہوتا ہے میرے گھر والے پوچھتے رہتے ہیں کہ ''الحقیقہ،، کب آئے گا اور میں اسے خود بھی پڑھتا ہوں اور مارکیٹ میں بھی دوست احباب کو پڑھاتا ہوں آپ اپنے تمام مضامین ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز،، سے کتابی شکل میں شائع کروائیں۔ تو میں نے ان کو بتایا کہ میرے مضامین کتابی شکل میں ''عقائد صحابہ کرام،، کے نام سے عنقریب شائع ہورہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضور مفکر اسلام کی کرامت ہے کہ انہوں نے مجاہدین ختم نبوت کی ایک ایسی ٹیم تیار کی ہے جس کا نام شیران اسلام ہے اور وہ بڑی محنت، لگن، ذوق شوق اور جانفشانی کے ساتھ آپ کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطائے فرمائے۔ اپنے کرم فرماؤں سے گذارش ہے کہ وہ ''الحقیقہ،، کے متعلق اپنے تاثرات لکھ کر اپنے پورے ایڈریس کے ساتھ جناب شوکت علی شوہر صاحب 03016898650 کو ای میل کردیا کریں تا کہ ان کو شائع کیا جاسکے Lasanibooks788 yahoo.com

سوال پوچھنے والے حضرات سے گذارش ہے کہ ٹیلی فون پر اپنے سوال کی وضاحت کریں اور میسج بھیجیں جو میسج نہیں بھیجیں گے ان کے سوالات کا جواب نہیں دیا جائے گا کیونکہ اتنے سوالات کو یاد رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ جن حضرات کے سوالوں کے جوابات رہ گئے ہیں ان کو انشاء اللہ

آئندہ شمارہ میں شامل کرلیا جائے گا۔ جیسے ہی آپ کے ہاتھ میں "الحقیقہ" پہنچے تو آپ سوال بھیجنا شروع کردیا کریں تاکہ وقت پر جواب دیا جاسکے

س نمبرا اگر سترہ کے بغیر کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو اس نمازی کے آگے سے کتنے فاصلہ پر گذرنا جائز ہے؟

س نمبر۲ زوال کا وقت کب سے کب تک ہے؟

ابوزہرا محمد عمر رضا عطاری فیروزہ ضلع رحیم یار خاں

ج علامہ حصکفی حنفی فرماتے ہیں: میدان اور بڑی مسجد میں نمازی کے آگے سے اس کی سجدہ گاہ سے (بغیر سترہ) کے گذرنا مکروہ ہے، یہی زیادہ صحیح قول ہے (اور سجدہ گاہ کے آگے سے گذرنا مکروہ نہیں ہے) اور چھوٹی مسجد میں نمازی اور دیوار قبلہ کے درمیان سے گذرنا مطلقاً مکروہ ہے۔ (درمختار)

علامہ شامی لکھتے ہیں کہ: مسجد صغیر جو ساٹھ ذراع (تیس انگریزی گز) سے کم ہو اور ایک قول یہ ہے جو چالیس ذراع (بیس انگریز یگز) سے کم ہو۔ (ردالمحتار) اس کا مفاد یہ ہے کہ جس مسجد کا طول اور عرض بیس یا تیس گز سے کم ہو وہ مسجد صغیر ہے اس میں اگر نمازی بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو تو نماز اور دیوار قبلہ کے آگے سے گذرنا مطلقاً مکروہ ہے اور اگر مسجد کا طول اور عرض بیس یا تیس گز سے زیادہ ہو تو نمازی کی سجدہ گاہ سے دو یا تین صف کے فاصلہ سے بغیر سترہ کے بھی گذرنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ اگر نمازی خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو (بایں طور کہ اس کی نظر سجدہ گاہ پر ہو) تو اس کو اتنے فاصلہ سے گذرنے والا نظر نہیں آئے گا۔ آج کل شہر کی مساجد عموماً تیس گز سے بڑی ہوتی ہیں اس لئے ان میں نمازی کے آگے سے دو صفوں کے بعد گذرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم از علامہ غلام رسول ج اص 1325)

نمازی کے آگے سُترہ یعنی آڑ ہو تو اس سترہ کے بعد سے گذرنے میں کوئی حرج نہیں (عالمگیری) سترہ کم از کم ایک ہاتھ (تقریباً آدھا گز) اونچا اور انگلی برابر موٹا ہونا چاہئے۔ (مراقی الفلاح) امام کا سترہ مقتدی کے لئے بھی سترہ ہے۔ یعنی اگر امام کے آگے سترہ ہو تو اگر کوئی مقتدی کے آگے سے گذر جائے تو گنہگار نہ ہوگا۔ (ردالمحتار) درخت آدمی اور جانور کا بھی سترہ ہوسکتا ہے (عالمگیری) آدمی کو اس وقت سترہ کیا جائے جب اس کی پیٹھ نمازی کی طرف ہو۔ (حاشیہ الطحاوی)

نماز کے مزید احکام جاننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے "مکتبۃ المدینہ" کی مطبوعہ **496** صفحات پر مشتمل کتاب "نماز کے احکام" از امیر اہل سنت علامہ محمد الیاس قادری رضوی کا مطالعہ کیا جائے۔

ج <u>زوال سے مراد</u>

مفتی شریف الحق امجدی صاحب فرماتے ہیں: عوام اس وقت کو زوال کہتے ہیں حالانکہ اس کا نام نصف النہار ہے حقیقت میں زوال کے معنیٰ ڈھلنا ہے۔ اسوقت ظہر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور مکروہ وقت ختم ہوجاتا ہے۔ اس سے مراد ضحوۂ کبریٰ ہے یعنی نصف النہار شرعی اور نصف النہار کے درمیان کا وقت۔ شرعی دن صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے اور عرفی یا نجومی دن سورج نکلنے سے لے کر سورج ڈوبنے تک ہے۔ صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کا جو وقت ہے اس کے نصف سے ضحوۂ کبریٰ شروع ہوتا ہے اور خط استواء سے سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے۔ یہ پورا وقت نصف النہار ہے اس وقت نماز مکروہ ہے۔ ضحوۂ کبریٰ ہمارے بلاد میں کم از کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۷ منٹ ہوتا ہے۔ نصف النہار سے ضحوۂ کبریٰ مراد ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری 264/2)

مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں: مثلاً آج نصف النہار شرعی گیارہ بجے ہوا اور نصف النہار نجومی پونے بارہ بجے تو یہ پینتالیس منٹ بیچ دوپہر ہیں ان میں نماز مکروہ، شرعی دن پو پھٹنے (طلوع فجر) سے شروع ہوتا ہے (یعنی جس وقت سحری کا وقت ختم ہوگیا تو شرعی دن کی ابتداء ہوگئی) اور نجومی دن طلوع آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور دونوں غروب آفتاب پر ختم ہوجاتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح 159/2)

یعنی شرعی دن کے نصف پر مکروہ ٹائم شروع ہوتا ہے اور نجومی دن کے نصف پر ظہر کی نماز کا وقت شروع ہو گیا۔

س انعامی سکیم کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ یہ انعامی سکیم حکومت کی طرف سے ہو یا پرائیوٹ۔ (جناب راشد رضوی شکرگڑھ)

ج انعامی سکیموں کی بہت سی اقسام ہیں جن میں سے کچھ جائز ہیں لیکن اکثر جوئے اور قمار پر مشتمل ہیں لہذا ان سے اجتناب کیا جائے اور دنیا کی چندروزہ اور فانی دولت کی خاطر قرآن کی خلاف ورزی نہ کی جائے گناہ پر تعاون بھی گناہ ہے اللہ تعالی نے اس سے بھی منع کر دیا ہے۔

جائز صورتیں یہ ہیں کہ مثلاً کوئی اخبار یہ اعلان کرتا ہے کہ جو ان سوالات کا جواب دے گا اسے بذریعہ قرعہ اندازی اتنا انعام دیا جائے گا تو یہ جائز ہے کہ اس میں کسی کا نقصان نہیں ہوتا کہ وہ عام روٹین کے مطابق اخبار خریدتا ہے کوئی اضافی رقم اس نے ادا نہیں کی۔ اسی طرح بہت سی کمپنیاں کئی چیزوں کی خریداری پر انعام رکھتی ہیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی طرح محفل نعت میں شناختی کارڈ کی کاپی جمع کی جاتی ہے اور بعد میں قرعہ اندازی کے ذریعہ دو تین آدمیوں کو عمرہ کا ٹکٹ دے دیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔ لیکن اگر ہر آدمی سے پیسے جمع کئے جائیں اور چند آدمیوں کو ٹکٹ دیا جائے اور باقی لوگوں کے پیسے مار لئے جائیں تو ایسا کرنا ناجائز اور گناہ ہے۔

ناجائز صورتیں: ہاکی، فٹبال وغیرہ کے کھلاڑیوں میں سے ہر ایک سے ایک ہزار روپیہ جمع کیا جاتا ہے ان میں سے کچھ روپیہ جیتنے والوں کو دے دیا جاتا ہے کچھ خود رکھ لیا جاتا ہے ہارنے والوں کو کچھ نہیں دیا جاتا یہ بالکل ناجائز اور جوا ہے یہ کام چاہے گورنمنٹ کرے یا عام لوگ کریں ہر طرح ناجائز اور حرام ہے ہاں اگر بغیر پیسے جمع کئے اگر جیتنے والوں کو کوئی انعام دیا جائے تو یہ جائز ہے۔

موبائل فون پر میسج بھیجا جاتا ہے کہ ان سوالوں کا جواب دیں اور پچاس تولہ سونا حاصل کریں پھر مختلف سوال کئے جاتے ہیں اور ہر میسج بھیجنے پر دس روپے کاٹ لئے جاتے ہیں اس طرح ایک دن میں کروڑوں روپیہ اکٹھا کر لیا جاتا ہے ان میں سے چند لوگوں کو دس لاکھ کا سونا دے دیا جاتا ہے باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا یہ کام بھی ناجائز اور حرام اور جوا ہے اور گناہ پر تعاون ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ ﴿گناہ اور ظلم پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو﴾ (المائدہ آیت ۲)

جوا از روئے قرآن حرام ہے: اللہ تعالی نے فرمایا: شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کر دے اور اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا تم باز آنے والے ہو۔ (سورہ المائدہ آیت ۹۱) اس آیت میں جوا کھیلنے کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

جوئے کی تعریف: ہر وہ کھیل جس میں یہ شرط لگائی جائے کہ غالب، مغلوب سے کوئی چیز لے لے گا۔ (المنجد) علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔ قمار، قمر سے ماخوذ ہے جو کبھی کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ اور جوئے کو قمار اس لئے کہتے ہیں کہ جوا کھیلنے والوں سے ہر ایک اپنا مال اپنے ساتھی کو دینے اور اپنے ساتھی کے مال لینے کو (شرط کے ساتھ) جائز سمجھتا ہے یہ نص قرآن سے حرام ہے اور اگر صرف ایک طرف سے شرط لگائی جائے تو جائز ہے (قمار نہیں ہے)۔ (ردالمحتار ج ۵ ص 258) مثلاً ایک شخص دوسرے شخص سے یہ کہے کہ اگر تم مجھ سے آگے نکل گئے تو میں تم کو اتنے روپے دوں گا، اور اگر میں آگے نکل گیا تو تم پر کچھ لازم نہیں ہے۔

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی لکھتے ہیں: اہل علم کا جوئے کے ناجائز ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور باہم شرط لگانا بھی جوا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپس میں شرط لگانا جوا ہے، زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے مال اور بیوی کی شرط لگاتے تھے۔ پہلے یہ مباح تھا بعد میں اس کی تحریم نازل ہو گئی۔ البتہ شتر سواری، گھوڑے سواری اور نیزہ بازی میں سابقیت کی شرط لگانے کی رخصت ہے، یعنی سب سے

آگے نکلنے والے کو انعام دیا جائے اور پیچھے رہنے والے کو انعام نہ دیا جائے (یہ انعام کوئی تیسرا شخص یا مقابلہ کرانے والا دے گا) اور اگر یہ شرط لگائی جائے کہ دونوں میں سے جو آگے نکل جائے گا وہ لے گا اور جو پیچھے رہ جائے وہ دے گا تو یہ شرط نا جائز ہے۔ (احکام القرآن ج۲ص329)

انعامی بانڈز کی بیع جائز ہے اور حکومت کی طرف سے اس کو خریدنے کی ترغیب کے لئے جو انعام جاری کیا جاتا ہے وہ بھی جائز ہے کیونکہ اس پر ربٰو (سود) اور قمار کی تعریف صادق نہیں آتی۔ (شرح مسلم سعیدی جلد ۴ص ۱۱۴)

معمہ لاٹری اور سٹہ کا شرعی حکم: علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں: ہمارے زمانہ میں معمہ اور لاٹری کا رواج ہے۔ معمہ میں یہ ہوتا ہے کہ ایک مقررہ فیس ادا کر کے لوگ اس معمے کو حل کر کے صاحب معمہ کے پاس قسمت آزمائی کے لئے بھیج دیتے ہیں، اور لاکھوں شرکاء کی فیسوں کے ذریعہ جو رقم جمع ہوتی ہیں، اس میں سے تین چار انعام مقرر کئے جاتے ہیں۔ علمی حیثیت سے تو اس کے بہت سے حل صحیح ہو سکتے ہیں، لیکن انعام اس شخص کو ملتا ہے جس کا حل کسی معقول کوشش کی بناء پر نہیں بلکہ محض اتفاق سے کپا ئکر کے حل کے مطابق ہو۔ چونکہ معمے میں تملیک کا مدار خطرہ Risk پر ہے، اس لئے یہ بھی میسر اور قمار ہے، اور شرعاً نا جائز اور حرام ہے۔

اسی طرح لاٹری بھی جوا ہے لاٹری میں بڑے بڑے انعامات کا لالچ دے کر لاکھوں ٹکٹ فروخت کیے جاتے ہیں (یا ہر مبیع پر دس روپے کاٹے جاتے ہیں) اور ٹکٹوں کے ذریعے جو رقم جمع ہوتی ہے، اس میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے چند لاکھ روپے تقسیم کر دیے جاتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں "ہلال احمر، اور فاطمہ فاؤنڈیشن کے ریفل ٹکٹ کا کاروبار عام ہے، یہ کاروبار خالص جوا ہے، اگر کوئی شخص تپ دق کے مریضوں کی مدد اور غریب بیماروں کے لئے خون مہیا کرتا ہے تو سیدھے اور صاف طریقہ سے آکر ان اداروں میں عطیات جمع کرائے، لاٹری کے ٹکٹ خرید کر قسمت آزمائی کے راستہ سے غریب اور نادار مریضوں کے لئے جوئے کی رقم مہیا نہ کرے، اسی طرح وہ سارے کھیل اور کام جوئے میں داخل ہیں جن میں اشیاء کی تقسیم کا مدار حقوق اور خدمات اور عقلی فیصلوں پر رکھنے کی بجائے محض کسی اتفاقی امر پر رکھ دیا جائے۔ گھوڑ دوڑ کے مقابلوں میں اور بین الاقوامی کھیلوں میں ہار جیت پر جانبین سے شرط لگانا، اسی طرح بارش کے ہونے یا نہ ہونے پر، یا کسی بھی اتفاقی امر پر جانبین سے شرط لگانا صراحتاً سٹہ اور جوا اور نا جائز اور حرام ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن ج۳ص306)

س بیمہ زندگی کرانا جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کے دلائل کی روشنی میں تفصیل سے جواب تحریر فرمائیں۔ جاوید اقبال رضا کھارہ میگا نارووال

ج بیمہ کا موجودہ نظام اور طریق کار متعدد وجوہ سے اسلامی احکام کے خلاف ہے، اس لئے احکام شریعت کے مطابق اس نظام کی تطہیر اور اصلاح کی ضرورت ہے

بیمہ کے موجودہ نظام کے شرعی مفاسد

(۱) بیمہ کمپنی اپنے جمع شدہ سرمایہ کو گردش میں رکھنے کے لئے دوسرے صنعتی اور تجارتی اداروں کو سود پر قرض فراہم کرتی ہے اور سود قطعی حرام ہے۔

(۲) بیمہ کرانے والے کو اگر قرض لینا ہو تو بیمہ کمپنی اس کو بھی سود پر قرض دیتی ہے۔

(۳) بیمہ کرانے والا اگر دو یا تین قسطیں دینے کے بعد باقی اقساط ادا نہ کرے تو اس کی رقم اس کو واپس نہیں دی جاتی اور یہ ظلم اور نا جائز عمل ہے۔

(۴) بیمہ کمپنی مدت پوری ہونے کے بعد بیمہ کرانے والے کو اس کی اصل رقم مع سود کے لوٹاتی ہے، اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

(۵) مدت پوری ہونے سے پہلے اگر کوئی شخص طبعی موت مر جائے یا کسی حادثہ میں ہلاک ہو جائے تو اس کو پہلی صورت میں پوری مدت کی رقم اور دوسری صورت میں دگنی رقم دی جاتی ہے، اب اس کو جمع شدہ اقساط سے زائد رقم جو دی جاتی ہے اس کو اگر شرط لازم قرار دیا جائے (جیسا کہ عملاً اسی طرح ہے) تو

یہ عقد صحیح نہیں ہے اور اگر اس کو تبرع اور احسان قرار دیا جائے تو یہ واقع کے خلاف ہے۔
(۶) زندگی کا بیمہ کرانے والا اپنے کسی وارث کے نام بیمہ کی رقم نامزد کرتا ہے اور وہ رقم مرنے کے بعد اس وارث کو ملتی ہے اور یہ نامزدگی وصیت ہے اور اسلام میں وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں وارث کے حصے مقرر کر دیئے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وارث کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔(دارقطنی مشکوۃ حدیث 3074)

کیا بیمہ قمار کو مستلزم ہے؟ اکثر علماء نے بیمہ کے عدم جواز کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ بیمہ میں قمار (جوا) کا دخل ہے، لیکن ہمارے نزدیک بیمہ میں قمار کا دخل نہیں ہے، قمار کی تعریف یہ ہے کہ جس کھیل یا عقد میں دو فریقوں میں سے کسی ایک فریق کو نفع اور دوسرے کو نقصان لازم ہو، ابتداء میں یہ نفع اور نقصان موہوم ہو لیکن کھیل یا عقد کے اختتام پر نفع اور نقصان معلوم اور متعین ہو جائے اور بیمہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہر شخص مقررہ پالیسی کا مثلاً سالانہ پریمیم ادا کرتا ہے اور مدت پوری ہونے کے بعد اس کو اپنی جمع کردہ اقساط کی مجموعی رقم مل جاتی ہے، یہ اس کو ابتداء معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی نقصان ہے اور نہ خطرہ۔ بیمہ کمپنی ہر بیمہ کرانے والے سے ہر قسط پر ایک متعین رقم بطور چندہ وصول کرتی ہے اور اس چندہ کو ایک امدادی فنڈ میں جمع کر دیا جاتا ہے اس فنڈ سے اس شخص کی امداد کی جاتی ہے جو اقساط کی مدت پوری ہونے سے پہلے فوت ہو جائے اور اس کے نامزد کردہ کو پالیسی کی پوری رقم دے دی جاتی ہے یا جس شخص کی مثلاً دکان کسی ناگہانی حادثہ کا شکار ہو جائے تو اس کو بیمہ کی رقم اس فنڈ سے دی جاتی ہے، اب جب بیمہ کرانے والے نے اس فنڈ میں چندہ داخل کر دیا اور مدت پوری ہونے کے بعد اس کو اس کی دی ہوئی مجموعی رقم چندہ وضع کرنے کے بعد ملی تو اس کو بیمہ کرانے والے کا نقصان نہیں کہا جائے گا اور نہ اس رقم سے بیمہ کمپنی کو کچھ فائدہ حاصل ہوا کیونکہ یہ رقم امدادی فنڈ میں جمع کر دی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی ناگہانی حادثہ کے شکار ہونے والے کو بیمہ کمپنی کوئی رقم ادا کرتی ہے تو اس سے بیمہ کمپنی کو کوئی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ کمپنی اپنی جیب سے وہ رقم ادا نہیں کرتی بلکہ امدادی فنڈ سے ادا کرتی ہے۔ اس لئے اس عمل پر قمار اور جوئے کی تعریف صادق نہیں آتی۔

بیمہ کے موجودہ نظام کے لئے قابلِ عمل اصلاحی ترامیم (۱) بیمہ کمپنی اپنے جمع شدہ سرمایہ کو گردش میں رکھنے کے لئے دوسرے صنعتی اور تجارتی اداروں کو سود پر قرضہ فراہم کرتی ہے، اس کا حل یہ ہے کہ بیمہ کمپنی شرکت اور مضاربت کے اصول پر اپنا سرمایہ لگائے اس کے علاوہ مختلف کاروباری اداروں کے حصص بھی خریدے جاسکتے ہیں، اور بڑی بڑی عمارتیں بنا کر ان کو کرائے پر دیا جاسکتا ہے یا زمین خرید کر بیچنے سے بھی کافی نفع حاصل ہوسکتا ہے۔
(۲) بیمہ کرانے والے کو سود پر قرض نہ دیا جائے۔ بلکہ بلا سود قرض حسنہ دیا جائے۔
(۳) جو شخص دو یا تین قسطیں دینے کے بعد باقی اقساط ادا نہ کرے تو اس کی رقم واپس کر دی جائے۔ البتہ اس سے دفتری اخراجات وضع کر لئے جائیں۔
(۴) بیمہ کرانے والوں کو بیمہ کمپنی حصہ دار قرار دے اور ان کے سرمایہ کو حصص قرار دے اور ان کے حصص کا جس قدر اوسط منافع بنتا ہے وہ ان کو دے دیا جائے البتہ کمپنی اپنا کمیشن مقرر کر کے اس کو وضع کر سکتی ہے۔
(۵) بیمہ کمپنیوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے اور یہ جبری قانون بنادے کہ بیمہ پالیسی پر اتنے فی صد امدادی فنڈ کی رقم کاٹی جائے گی اور اس جمع شدہ فنڈ سے ان بیمہ کرانے والوں کی امداد کی جائے گی جو کسی ناگہانی حادثہ کا شکار ہو جائیں یا کسی پالیسی کی مدت پوری ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں، لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت ایسا قانون بنا سکتی ہے کیونکہ امدادی فنڈ میں چندہ دینا ہر چند کہ مستحب ہے اور فی نفسہ واجب نہیں ہے لیکن قاعدہ یہ ہے کہ امام اگر کسی مباح کام کا بھی حکم دے تو وہ واجب ہو جاتا ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی لکھتے ہیں: جائز اور صحیح کاموں کے لئے حکومت کا ہنگامی ٹیکس وصول کرنا بالاتفاق صحیح ہے مثلاً کسی مشترک نہر کو کھودنا مقصود ہو، یا پولیس کو تنخواہیں دینا ہوں یا لشکر تیار کرنے کے لئے فوج کو تنخواہیں دینا ہوں یا مسلمان قیدیوں کو چھڑانا ہو، وغیرہا، ان ٹیکسوں کی ادائیگی میں ایک شخص کا دوسرے کی طرف سے ضامن بننا بالاتفاق صحیح ہے۔ (ہدایہ الاخیرین ص ۱۲۵ مطبوعہ شرکہ علمیہ ملتان)

اور علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: کیونکہ ان ناگہانی ٹیکسوں کا ہر خوشحال مسلمان پر ادا کرنا واجب ہے کیونکہ جن کاموں میں مسلمانوں کی مصلحت ہو ان میں حکمران کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ (فتح القدیر ج ۶ ص ۳۲۴ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر) فقہاء کرام کی ان عبارات سے واضح ہو گیا کہ اگر حکومت یہ قانون بنائے کہ ہر بیمہ دار پر اپنی پالیسی کے تناسب سے اتنے فی صد رقم بطور چندہ امدادی فنڈ میں جمع کرانا واجب ہے اور اس فنڈ سے ان بیمہ داروں کی امداد کرنا واجب ہے جو کسی ناگہانی حادثہ کا شکار ہو گئے ہوں تو یہ قانون شریعت اسلام کی روشنی میں جائز اور صحیح ہوگا اور اب نقصان زدہ بیمہ دار کا بیمہ کی رقم حاصل کرنا تبرع اور احسان نہیں ہوگا بلکہ یہ اس کا قانونی حق ہوگا جس کو وہ عدالت کے ذریعے بھی حاصل کر سکتا ہے۔

(۲) زندگی کا بیمہ کرانے والا بیمہ کی رقم کی ملکیت کے لئے کسی شخص کو نامزد نہ کرے، بلکہ عدالت کے کسی جج یا درجہ اوّل کے مجسٹریٹ کو بیمہ کی رقم کی وصولیابی اور اس کے ورثاء میں تقسیم کے لئے نامزد کر دے، اور جب بیمہ کی رقم تمام وارثوں میں تقسیم کی جائے گی تو اور بہت سے جرائم اور خطرات کم ہو جائیں گے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس شخص کو بیمہ کی رقم کی ملکیت کے لئے نامزد کیا جاتا ہے وہی شخص بالاخر بیمہ کرانے والے کو ہلاک کر دیتا ہے تاکہ اس کے مرنے کے بعد وہ رقم اس کو مل جائے۔ بیمہ پالیسی میں اگر کوئی خرابی نہ بھی ہوتی تو یہ خرابی ہی سب سے خطرناک اور نقصان دہ ہے کہ اسلام کے احکام سے بغاوت کرتے ہوئے تمام ورثاء کو چھوڑ صرف ایک شخص کو نامزد کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی جان ہی غیر محفوظ ہو گئی۔ معلوم ہوا کہ اسلام انسان کے مال کی حفاظت بھی کرتا ہے اور اس کی جان کی بھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ورثاء کے حصص قرآن میں بیان کر دیئے تاکہ کوئی بھی محروم نہ رہے۔

باہمی تعاون اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے کی ہدایت سے بیمہ پر استدلال: بیمہ کے عمل کے ذریعہ ناگہانی نقصان اٹھانے والے تاجروں کی مدد کی جاتی ہے اور ایک بیمہ دار کے نقصان کے بار کو تمام بیمہ داروں پر اس طرح پھیلا دیا جاتا ہے کہ اس برادری کا ہر فرد ایک خفیف سی قربانی دے کر تمام شرکاء کے لئے مالی تحفظ فراہم کرتا ہے، یہ مقصد قرآن اور سنت کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿نیکی اور خدا خوفی میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور سرکشی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (المائدہ:۲) اور جو کچھ بھی انہیں دیا جائے وہ اپنے دلوں میں اس کی کوئی حاجت محسوس نہیں کرتے اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ ان کو خود سخت ضرورت ہو، اور جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالئے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (سورہ حشر ۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تہائی مال کی وصیت کرو، تہائی مال بہت ہے، اگر تو نے اپنے ورثاء کو خوشحال چھوڑا تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو تنگدست چھوڑو اور وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں۔ (بخاری 1295 مسلم 1628) اس قسم کی احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے پس ماندگان کو خوشحال چھوڑنے کی تدبیر کرے اور بیمہ کی تمام صورتیں جو امداد باہمی کے اصول پر مبنی ہیں ان کی اصل اور اساس یہی احادیث ہیں۔ اسلام میں دیت کا حکم بیمہ کی اصل اور اساس ہے۔ بیمہ کا نظریہ دیت کے حکم سے انتہائی مماثل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے اور دیت کا ادا کرنا لازم ہے جو اس کے وارثوں کو دے جائے گی۔ (سورہ نساء آیت:۹۲)

دیت کی مقدار سو اونٹ، ایک ہزار دینار (۴٫۳۷۴ کلو سونا) یا دس ہزار درہم (۳۰٫۶۱۸ کلو چاندی) ہے۔ دیت کو تین سال میں قسط وار ادا

کرنا قاتل کی عاقلہ پر لازم ہے۔ عاقلہ سے مراد قاتل کے حمایتی اور مددگار ہیں، یہ اس کے اہل قبیلہ، اہل محلہ اور اہل صنعت وحرفت ہوسکتے ہیں۔ قاتل کی عاقلہ پر دیت کا وجوب صلہ رحمی، امداد باہمی اور مصیبت کے وقت ایک دوسرے کے کام آنے کی بنیاد پر ہے تاکہ قاتل کو برباد ہونے کے ضرر سے بچایا جاسکے۔ بالکل یہی صورت حال بیمہ میں بھی درپیش ہے ایک بیمہ کمپنی کے تمام بیمہ دار بمنزلہ عاقلہ ہیں اور جب کوئی بیمہ دار کسی حادثہ کا شکار ہو جائے۔ مثلاً اس کا جہاز ڈوب جائے یا اس کی دکان جل جائے یا وہ کسی گاڑی کے نیچے آ کر کام کاج کے قابل نہ رہے تو اس کو بربادی کے ضرر سے بچانے کے لئے تمام بیمہ داروں کو مل کر امداد باہمی اور مصیبت میں کسی کے کام آنے کے جذبہ سے اس کے نقصان کی تلافی کرنا چاہئے اسی جذبہ سے ہر بیمہ دار کو امدادی فنڈ میں چندہ جمع کرانا چاہئے تاکہ بوقت ضرورت اس فنڈ سے کسی بیمہ دار کے ناگہانی نقصان کی تلافی کی جاسکے۔

ہم نے بیمہ کے جواز پر جو دلائل دیئے ہیں وہ بیمہ کی اصولی بحث کے متعلق ہیں۔ باقی رہا بیمہ کمپنیوں کا موجودہ نظام سو وہ متعدد وجوہ سے ناجائز اور فاسد ہے۔ ان کمپنیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون جائز نہیں جب تک وہ اس نظام کی اصلاح کر کے اسے اسلامی طریقہ کے مطابق نہ کرلیں۔ بیمہ کی مزید تفصیل کے لئے شرح مسلم سعیدی جلد ۵ ص ۸۴۶ کا مطالعہ کیا جائے۔

بیمہ کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ **کا نظریہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام، بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے تعلق نہیں۔

الجواب: جب یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمہ کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو۔ (احکام شریعت حصہ دوم مسئلہ نمبر ۹۰)

امام اہل سنت نے تین شرطوں کے ساتھ بیمہ کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو کسی کمپنی کی جانب سے نہ ہو (۲) اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہ ہو اگر ایسا ہو تو ناجائز ہے اگرچہ گورنمنٹ ہی بیمہ کرنے والی ہو (۳) کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ ہو۔ میں نے بیمہ کے شرعی مفاسد پہلے ذکر کر دیئے ہیں ان کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

بیمہ کے متعلق مفتی اشرف القادری محدث نیک آبادی گجرات **کا نظریہ:** کیا فرماتے ہیں مفتیانِ اہل سنت اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسٹیٹ لائف انشورنس کی فیلڈ میں بحیثیت ورکر کام کرنا یا ان کی پالیسی خریدنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ اور اگر حرام ہے تو اس کی علت کیا ہے؟۔

الجواب لائف انشورنس کمپنی کے طریقہ کار میں کئی ایک قباحتیں ہیں جس کی وجہ سے اس کاروبار میں شریک ہونا یا اس میں بطور ورکر (ملازم) کام کرنا جائز نہیں۔ ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ لائف انشورنس کمپنی اس شرط پر پالیسی ہولڈر سے قسط وار رقم جمع کرتی ہے کہ مقررہ مدت کے بعد اسے اصل رقم معین شرح منافع کے ساتھ واپس کر دی جائے گی۔ اس طے شدہ شرط کے مطابق لائف انشورنس کمپنی معین مدت کے پالیسی ہولڈر کو اصل رقم معین شرح منافع کے ساتھ واپس کر دیتی ہے۔ یہ بعینہ قرض پر سود کی صورت ہے جو کہ زمانہ جاہلیت میں عام مروج تھا۔

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: ربو النسیہ ایسا معاملہ ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور و متعارف تھا اس کی صورت یہ ہوا کرتی تھی لوگ اس شرط پر قرض دیا کرتے تھے کہ وہ ان قرضداروں سے ہر ماہ ایک معین رقم بطور شرح منافع حاصل کریں گے۔ جبکہ اصل رقم محفوظ رہے گی۔ (تفسیر کبیر: ۷/91) لائف انشورنس کمپنی کا بنیادی طریقہ کار بھی یہی ہے بنابریں لائف انشورنس یعنی بیمہ پالیسی کے سودی کاروبار ہونے پر علماء اہل سنت کے علاوہ علماء دیوبند کا بھی اتفاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک ناجائز وحرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ لہٰذا بہر صورت اس سے اجتناب لازم ہے۔ (ماہنامہ اہل سنت اگست 2007ء)

﴿متعہ کی تنسیخ﴾

س　　کیا فرتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ متعہ کی تنسیخ کی روایات میں اتنا اختلاف کیوں ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس مسئلہ پر قائم رہناان سب میں تطبیق کیسے ہوسکتی ہے۔ اسد رضوی آف شکر گڑھ

الجواب　　جناب اسد رضوی صاحب سے بلکہ تمام قارئین سے میری گذارش ہے کہ مجھے مفتی نہ کہا جائے میں مفتی نہیں ہوں اور نہ مجھ میں فتویٰ دینے کی صلاحیت ہے لہذا میرے متعلق کوئی غلط فہمی میں نہ رہے، میں دین کا ایک ادنیٰ سا طالب علم ہوں اور چند معروف و مشہور مسائل مطالعہ کی بناپر جانتا ہوں اور علماء کی کتب سے استفادہ کر کے جواب لکھتا ہوں، زیادہ دقیق مسائل کے لئے علماء کرام اور مفتیان عظام کی طرف رجوع کیا جائے۔ مثلاً مفتی محمد اشرف القادری صاحب03216211870 گجرات مفتی ابو بکر صاحب 03002171063 کراچی، مفتی غلام رسول قاسمی صاحب 03013062490سرگودھا مفتی غلام مرتضی ساقی صاحب 03007422469 گوجرانوالہ مفتی شاہد صاحب نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

متعہ کی تنسیخ کی روایات میں اختلاف بالکل نہیں ہے خیبر کے دن متعہ منسوخ کر دیا گیا تھا پھر فتح مکہ کے دن صرف تین دن کے لئے اس کی اجازت دی گئی تھی پھر قیامت تک کے لئے حرام ہوگیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اس کو تاکیداً دہرایا گیا جیسے قتل وغیرہ اور دیگر کاموں کی حرمت کو آپ نے اس موقعہ پر دہرایا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مطلقاً جواز کا فتویٰ نہیں دیا وہ متعہ کو مردار اور خنزیر کی طرح حرام سمجھتے تھے صرف حالتِ اضطرار میں جواز کے قائل تھے یہ ان کی خطائے اجتہادی تھی پھر اس سے بھی رجوع فرمالیا تھا۔

علامہ سرخسی لکھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم کتاب النکاح) (یہ روایت شیعوں کی کتاب "الاستبصار ج ۲ ص ۷۷ میں بھی موجود ہے) اور حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے لئے متعہ مباح کیا اور تین دن کے بعد رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا کی سنو! اللہ اور اس کا رسول تم کو متعہ سے منع کرتے ہیں۔ اس کے بعد لوگ اس سے رک گئے، پھر مطلقاً متعہ کی اباحت ثابت نہیں ہوئی تھی بلکہ متعہ میں تین دن کی مقید اباحت ثابت ہوئی تھی اور تین دن پورے ہونے کے بعد متعہ کی اباحت باقی نہیں رہی کہ اس کے لئے ناسخ کی ضرورت ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ متعہ کو طلاق، عدت اور میراث کی آیات نے منسوخ کر دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اگر تم نے متعہ کیا تو میں تم کو رجم کر دوں گا پس اجماع صحابہ سے متعہ کا منسوخ ہونا ثابت ہوگیا۔ (المبسوط ج ۵ ص ۱۵۲)

شیعہ امامیہ فرقہ کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جواز متعہ کا فتویٰ دیتے تھے اور چونکہ اہل سنت کے نزدیک ان کی شخصیت واجب التسلیم ہے اس لئے ان پر لازم ہے کہ ان کے فتویٰ کا احترام کریں۔ ہماری گذارش یہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مطلقاً جواز کا فتویٰ نہیں دیا وہ متعہ کو مردار اور خنزیر کی طرح حرام سمجھتے تھے جس طرح حالتِ حالتِ اضطرار میں مردار اور خنزیر کھانا جائز ہے اسی طرح ان کے نزدیک حالتِ اضطرار میں متعہ کرنا بھی جائز تھا۔

چنانچہ علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں: جب لوگوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے فتویٰ کی وجہ سے ان کی ہجو میں اشعار کہے تو انہوں نے فرمایا: خدا ان کو ہلاک کرے میں نے علی الاطلاق متعہ کی اباحت کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ میں نے کہا تھا کہ متعہ مضطر کے لئے حلال ہے جیسے مردار، خنزیر اور خون کا حکم ہے۔ اس روایت کو ابو بکر رازی الجصاص نے احکام القرآن ج ۲ ص ۱۴۷ میں اور ابن ہمام نے "فتح القدیر،، میں اور علامہ آلوسی نے روح المعانی جز ۵ ص ۶ پر ذکر کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مضطر کے لئے اباحت کا فتویٰ دینا بھی ان کی خطائے اجتہادی تھی اور جب ان پر حق واضح ہوگیا تو انہوں نے اس فتویٰ سے رجوع فرمالیا تھا۔ چنانچہ علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں۔ ﴿ انہ رجع عن ذالک عند موتہ وقال انی اتوب الیک فی

الصرف والمتعة ﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے فتوی سے رجوع کیا اور کہا: میں صرف اور متعہ سے رجوع کرتا ہوں۔ (غرائب القرآن جز ۵ ص ۱۶) احکام القرآن ج ۲ ص ۱۷۹)

علامہ بدرالدین عینی اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا متعہ سے رجوع بیان فرمایا ہے۔ متعہ کی اباحت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ صرف سفر کی حالت میں تھیں جہاں ان صحابہ کی بیویاں نہیں تھیں جب کہ وہ گرم علاقے میں تھے اور عورتوں کے بغیر ان کا رہنا مشکل تھا۔ کسی حدیث میں یہ نہیں کہ وطن میں متعہ کی اجازت دی گئی ہو۔ زیادہ تفصیل کے لئے مقالات سعیدی ص ۱۷۹، شرح مسلم ج ۳ ص ۷۹۵ اور تفسیر تبیان القرآن ج ۲ ص ۶۳۰ کا مطالعہ فرمائیں۔ "الحقیقہ" زیادہ تفصیل کا متحمل نہیں ہوسکتا ردشیعہ کے موضوع پر ایک علیحدہ کتاب لکھی جائے گی انشاءاللہ عزوجل

س دعوت اسلامی کے مفتی صاحب فرمارہے تھے نماز کی حالت میں اگر موبائل کی ٹون بجے تو نماز توڑ کر فون کی بیل بند کی جائے اس کا حکم نماز میں بھوک اور پیشاب کی شدت کی طرح ہے اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے وضاحت فرمائیں۔ اسد رضوی صاحب شکر گڑھ

الجواب اس کے متعلق ہم نے تو کسی مفتی صاحب سے ایسا فتوی نہیں سنا اگر آپ کے علم میں ہے تو اس مفتی صاحب کا نام اور نمبر دیا جائے ہم ان سے خود رابطہ کریں ہوسکتا ہے آپ کو غلط فہمی ہوگئی ہو۔ جب آدمی مسجد میں داخل ہو تو اسی وقت اسے بیل بند کرلینی چاہئے اگر بیل بند کرنا بھول جائے تو بیل بجنے کی صورت میں اسے دوران نماز بھی ایک ہاتھ سے بند کیا جاسکتا ہے نماز توڑنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے فوراً بند کیا جائے تاکہ دوسرے نمازی تشویش میں مبتلا نہ ہوں اس کو پیشاب اور بھوک پر قیاس نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کو جمائی پر قیاس کیا جائے گا کہ دوران نماز اگر جمائی آجائے تو قیام کی حالت میں سیدھا اور اس کے علاوہ الٹا ہاتھ اپنے منہ پر رکھنا جائز ہے لیکن ایک ہی رکن میں ایک ہاتھ سے تین بار حرکت نہ کی جائے ورنہ عمل کثیر ہوجائے گا اور نماز فاسد ہوجائے گی اس لئے سلامتی اسی میں ہے کہ مسجد میں داخلہ کے وقت ہی اسے بند کردیا جائے۔ اور اقامت کہنے سے پہلے ہی مکبر یہ اعلان کرے کہ اپنے اپنے موبائل بند کرلئے جائیں تاکہ نماز مکروہ نہ ہو۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

﴿وفات کے بعد زیر ناف بال کاٹنے کا حکم﴾

س: وفات کے بعد زیر ناف بال کاٹنے کا کیا حکم ہے؟ کیا زکوۃ کی رقم مفت دینی کتب شائع کرنے پر خرچ کی جاسکتی ہے۔ حافظ محمد صادق مدینہ منورہ

الجواب وفات کے بعد میت کے کسی جگہ کے بھی بال کاٹنا جائز ہیں۔ علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: میت کی داڑھی یا سر کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈھنا یا کترنا یا اکھاڑنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اسی حالت میں دفن کردیں ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم میت کے نہلانے کا بیان (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

الجواب زکوۃ کے آٹھ مصارف ہیں (۱) محتاج (۲) نادار (۳) زکوۃ وصول کرنے والے عاملین (۴) جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے (۵) غلام آزاد کرنے میں (۶) قرض داروں کو (۷) اللہ کی راہ میں (۸) اور مسافروں کو۔ (سورہ التوبہ آیت ۶۰) ائمہ احناف سے علامہ خفاجی، علامہ ابو سعود، علامہ آلوسی نے تصریح کی ہے کہ مالک بنانے کا تعلق اصناف زکوۃ میں سے صرف پہلی چار کے ساتھ ہے باقی چار میں تملیک نہیں کی جائے گی بلکہ مال زکوۃ کو ان کی ضروریات اور مصالح میں خرچ کیا جائے گا لیکن جمہور احناف تملیک (کسی کو مالک بنانا) کو ادائیگی زکوۃ کا رکن قرار دیتے ہیں اور یہ زکوۃ کی تمام اصناف کے لئے رکن ہے۔ لیکن ائمہ ثلاثہ نے ادائیگی زکوۃ میں تملیک کو رکن یا شرط قرار نہیں دیا البتہ سورہ توبہ کی اس

آیت میں مذاہبِ اربعہ کے مفسرین نے ﴿للفقراء ...... ﴾ میں لام کوتملیک کے لئے قرار دیا ہے اور ﴿فی الرقاب...... ﴾ میں لام کی جگہ "فی" لانے کی وجہ مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ غلام آزاد کرنے اور مقروضوں کے قرض ادا کرنے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنے کے لئے زکوۃ کی رقم کا ان کو مالک بنانا ضروری نہیں ہے بلکہ زکوۃ کی رقم کو ان کی ضروریات اور مصلحتوں میں بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔ سو اگر ہمارے علماء احناف اس نظریہ سے اتفاق کرلیں تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دینی مدارس، مساجد، ہسپتالوں اور دیگر فلاحی کاموں پر زکوۃ خرچ کی جاسکے گی اور حیلہ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہمارے اہل علم اور اہل فتوی حضرات کو اس پر غور کرنا چاہئے۔ (تفسیر تبیان القرآن جلد ۵ ص ۱۷۹) تو اس وضاحت سے ثابت ہوگیا کہ زکوۃ کی رقم سے کتابیں شائع کرنا بھی جائز ہے کیونکہ یہ بھی ایک فلاحی کام ہے اور اس وقت اس کی بڑی ضرورت ہے بلکہ زکوۃ کی رقم سے "الحقیقہ" خرید کر بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے اور اسی طرح مدارس کی تعمیر میں بھی یہ رقم لگائی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب

﴿ترک رفع الیدین﴾

س جناب حافظ صاحب اس ماہنامہ میں "صلاۃ وسلام"، کے بارے میں معلومات پر دل عش عش کر اٹھا اللہ تعالی آپ کے علم، عمر، جان اور مال میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔ سوال یہ ہے کہ مسئلہ رفع الیدین کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی وضاحت فرمائیں۔ کامران عطاری اور شہزاد عطاری شاہدرہ لاہور

الجواب رفع الیدین بلکہ نماز کے تمام اختلافی مسائل کے متعلق میری ایک ضخیم کتاب "صلوۃ الحبیب ﷺ"، انشاء اللہ عنقریب مارکیٹ میں آرہی ہے جو تقریبا ۹۰۰ سو صفحات پر مشتمل ہوگی اس میں تمام مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے یہاں پر مختصر بیان کرتا ہوں۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنے کے استحباب پر تمام امت کا اجماع ہے اور پہلی تکبیر کے ماسوا میں اختلاف ہے، امام شافعی، امام احمد اور جمہور فقہاء صحابہ نے کہا کہ رکوع کے وقت اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنا بھی مستحب ہے۔ اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور فقہاء کوفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ماسوا میں رفع یدین کرنا مستحب نہیں ہے۔ اور اس پر اجماع ہے کہ نماز کے کسی رکن میں بھی رفع یدین واجب نہیں ہے البتہ داود ظاہری (غیر مقلدین کے امام) سے یہ حکایت ہے کہ تکبیر تحریمہ میں رفع یدین واجب ہے۔ (شرح مسلم نووی ج اص ۱۶۸)

کتب حدیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں چھ مقامات پر بلکہ ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین (ہاتھوں کو اٹھانے) کا ثبوت ہے لیکن اب سوائے پہلی مرتبہ کے تمام رفع یدین منسوخ ہیں اور منسوخ حدیث سے استدلال کرنا باطل ہے جیسا کہ وہابی حضرات بخاری ومسلم کی منسوخ احادیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا ہے (بخاری حدیث 693-۳۵/۷ کتاب الاذان)

لیکن حنفیو! تم صرف ایک مرتبہ رفع یدین کرتے ہو اور دوجگہ (رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت) رفع یدین نہیں کرتے لہذا تمہاری نماز سنت کے خلاف ہے۔ اگر بخاری شریف کی حدیث پر عمل نہ کرنا سنت کی خلاف ورزی ہے تو پھر تم بھی سنت کے مخالف ہو یا پھر جوتے پہن کر نماز پڑھا کرو کیونکہ حضور ﷺ نے جوتے پہن کر نماز پڑھی ہے۔ (دیکھو بخاری کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعال)

اگر آپ نے منسوخ حدیث سے استدلال کرنا ہے تو پھر نماز میں باتیں کرنا اور سلام کا جواب دینا بھی جائز ہوگا کیونکہ بخاری اور مسلم کی حدیث سے ثابت ہے کہ ابتداء اسلام میں دوران نماز گفتگو کرنا جائز تھا۔ خود حضور ﷺ دوران نماز آنے والے شخص کے سلام کا جواب دیتے تھے لیکن بعد میں حکم باقی نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کو جب کہ وہ نماز میں ہوتے تھے سلام کرتے تھے آپ ہمیں

جواب دیتے تھے جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹے تو ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے ہمیں جواب نہ دیا اور فرمایا: نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔
(بخاری 1124-:1199 مسلم 837-:538 مشکوۃ:979) بخاری کی منسوخ حدیث پر عمل کرنا ہے تو پھر مرد کے لئے سونا پہننا بھی جائز ہو جائے گا (بخاری حدیث 5417-۵۸۲۶ کتاب اللباس باب خاتم الفضۃ) پالتو گدھا اور متعہ حلال ہو جائے گا کیونکہ شروع اسلام میں پالتو گدھا کھانا اور نکاح متعہ جائز تھا پھر خیبر کے دن اس کا حکم منسوخ ہوگیا (مسلم حدیث 2494- ۱۴۰۵ کتاب النکاح) (بخاری حدیث 3894-۴۲۱۶ کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر مسلم حدیث 2510- ۱۴۰۷ کتاب النکاح باب نکاح المتعۃ) اب اگر کوئی کہے کہ بخاری و مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ صحابہ نے گدھے کا گوشت کھایا اور نکاح متعہ کیا لہٰذا اب بھی جائز ہے تو اس کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ثبوت: حضرت ابن عباس اور حضرت عمیر بن رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔ رسول اللہ ﷺ فرض نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ ابن ماجہ حدیث 851-
855-۸۶۱ ۸۶۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب باب رفع الیدین اذا رکع ان دونوں حدیثوں کو ناصر الدین البانی غیر مقلد نے صحیح قرار دیا ہے دیکھو صحیح ابن ماجہ

غیر مقلدین ہر تکبیر کے ساتھ نہیں بلکہ صرف دو جگہ رفع یدین کرتے ہیں رکوع میں جانے کے لئے اور اس سے سر اٹھانے کے لئے۔ اگر دو مقامات کے علاوہ باقی جگہ رفع یدین منسوخ ہو سکتا ہے تو ان دو مقامات پر رفع یدین منسوخ کیوں نہیں ہو سکتا۔

رفع یدین کے دوام پر وہابیوں کے پاس ایک بھی دلیل نہیں: بات دراصل یہ ہے کہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے وہابی حضرات کے پاس ایک بھی دلیل نہیں ہے لیکن ہمارے پاس الحمد اللہ متعدد قوی دلائل ہیں

رکوع میں جانے اور اٹھنے کے وقت رفع یدین کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اس ثبوت میں کوئی نزاع اور اختلاف نہیں اس کو ہم اور وہ سب ہی مانتے ہیں اختلاف ان دو جگہ دوام رفع یدین کا ہے کہ آیا ان دو جگہ رفع یدین کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے وصال شریف تک دوام واستمرار کیا ہے یا نہیں وہابی دوام واستمرار کے مدعی ہیں اور احناف دوام ثابت نہیں مانتے۔

دوام رفع یدین ان دو جگہ میں یہ متنازع فیہ ہے اختلاف اور نزاع کے موقع پر اگر وہ ایسی روایتیں پیش کریں جن سے دو جگہ ثبوت رفع یدین ہوتا ہے تو یہ ان کے لئے درست نہ ہوگا اس لئے کہ ثبوت رفع یدین ان دو جگہوں میں ہم خود مانتے ہیں بلکہ ان دو جگہ سے زائد کے قائل ہیں۔ ہمیں سمجھانے کے لئے کچھ ایسی روایتیں پیش کریں جو نکتہ نزاعیہ کو ثابت کریں یعنی جن سے تا وصال باکمال دوام ثابت ہو اور ہمارے خلاف ان کی دلیلیں صرف وہی حدیثیں بن سکتی ہیں جو دوام رفع یدین کو ان جگہوں میں ثابت کریں اور ایسی ان کے پاس ایک بھی صریح صحیح مرفوع حدیث نہیں ہے جتنی وہ پڑھ کر سناتے ہیں وہ صرف ثبوت پر دلالت کرتی ہیں اس میں تو اختلاف ہی کوئی نہیں۔

بعض اوقات دوام ثابت کرنے کے لئے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت پیش کر دی جاتی ہے جس میں تین مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے اور اس کے بعد یہ زیادتی مذکور ہے فمازَالَتْ تِلْكَ صلاتُهُ حتى لَقِيَ الله (نصب الرایہ ج اص ۴۰۹) (صلوۃ الرسول از حکیم صادق ص ۲۳۳)
لیکن یہ زیادتی انتہائی درجہ کی ضعیف بلکہ موضوع ہے اس کی سند میں عصمہ بن محمد ایک راوی ہے اس پر محدثین نے شدید جرح کی ہے یحیٰ بن معین فرماتے ہیں یہ جھوٹا تھا حدیثیں گڑھا کرتا تھا۔ كَذَّابٌ يضع الحديث عقیلی فرماتے ہیں يحدث بالبواطيل عن الثقات ابن عدی فرماتے ہیں كل حديثه غير محفوظ
(میزان الاعتدال ص ۶۸ جلد ۳ لسان المیزان ص ۱۷۰ ج ۴) تفصیل دیکھئے حاشیہ نصب الرایہ ص ۴۰۹-۴۱۰) اس کی سند میں ایک اور راوی عبد الرحمٰن بن قریش ہے اس پر بھی ائمہ رجال نے جرح کی ہے بعض نے اسے متہم بالوضع قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال ص ۵۸۲ جلد ۲ لسان المیزان ص ۴۲۵ ج ۳)

وہابیوں کو موضوع احادیث پیش کرتے ہوئے شرم آنی چاہئے ہم سے بخاری و مسلم کا مطالبہ کرنے والے من گھڑت حدیثوں سے کام چلا رہے ہیں۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کے دلائل: احناف کے پاس اس مسئلہ میں قرآن سے دلیل بھی ہے مخالفین کے پاس اس مسئلہ میں قرآن سے کوئی دلیل نہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ متواضعون مخبتون لا یلتفتون یمینا ولا شمالا ولا یرفعون ایدیهم فی الصلاۃ﴾ کامیاب ہو گئے ایمان والے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں۔ (سورہ مومنون :۲-۱)

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جن کو صحابہ کرام نے ترجمانِ قرآن کا لقب دیا ہے وہ فرماتے ہیں:

﴿خَاشِعُوْنَ﴾ مُتَوَاضِعُوْن مُخْبِتُوْن لا یَلْتَفِتُوْن یمینا ولا شمالا ولا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیْهِمْ فی الصلاۃ﴾

ان کے دل خوف الٰہی سے لبریز ہو کر عاجز ہو گئے، دلوں کے اندر انکسار آ گیا عاجزی آ گئی اور اعضائے بدن کا خشوع کیا ہے کہ وہ منہ پھیر کر دائیں بائیں نہیں دیکھتے بلکہ اپنی نگاہ سجدہ گاہ میں رکھتے ہیں اور وہ نماز کے اندر رفع یدین نہیں کرتے۔ (تفسیر ابن عباس)

قرآن کے بعد حدیث کا معاملہ ہے تو نبی کریم ﷺ کی احادیث دو طرح کی ہوتی ہیں قولی اور فعلی احناف کی انفرادیت دو طرح سے ہے ہمارے پاس قرآن ہے ان کے پاس قرآن کی دلیل نہیں دوسری انفرادیت یہ ہے کہ ہمارے پاس قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث ہیں جبکہ مخالفین کے پاس ایک بھی قولی حدیث نہیں ہے سب فعلی ہیں یعنی آپ ﷺ نے رفع یدین کرنے کا کبھی حکم نہیں دیا صرف ابتدا میں رفع یدین کر کے دکھایا بعد میں اس سے منع بھی کر دیا۔

حضرت جابر بن سمرہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت عمر بن الخطاب، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ترک رفع یدین کی احادیث مروی ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ﴿ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : مَالِیْ اَرَاکُمْ رَافِعِیْ اَیْدِیْکُمْ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَیْلٍ شُمُسٍ ؟ اسْکُنُوْا فی الصَّلاۃِ.﴾ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں! نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ مسلم حدیث 651-۹۳۰ کتاب الصلاۃ باب الامر بالسکون فی الصلاۃ

نسائی اور ابوداود کی روایت: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ رَافِعُوْ اَیْدِیْنَا فِی الصَّلاۃِ فَقَالَ : مَابَالُهُمْ رَافِعِیْنَ اَیْدِیَهُمْ فِی الصَّلاۃِ کَاَنَّهَا اَذْنَابُ الْخَیْلِ الشُّمُسِ ؟ اسْکُنُوْا فِی الصَّلاۃِ. رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم نماز میں رفع یدین کر رہے تھے آپ نے فرمایا ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ سرکش گھوڑوں کی دُموں کی طرح نماز میں رفع یدین کر رہے ہیں! نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو۔ (نسائی حدیث-1171 کتاب السہو باب السلام بالأیدی فی الصلاۃ، ابوداود حدیث 848 -۱۰۰۰ کتاب الصلاۃ باب فی السلام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل: حدثنا هناد حدثنا وکیع عن سفیان عن عاصم بن کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمة قال قال عبد الله بن مسعود رضی الله عنه :اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی فَلَمْ یَرْفَعْ یَدَیْهِ اِلَّا فِیْ اَوَّلِ مَرَّۃٍ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں تو انہوں نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ کے علاوہ ہاتھ نہ اُٹھائے۔ قال ابو عیسی: حدیث ابن مسعودٍ حدیثٌ حسنٌ وبه یقول غیر واحد من أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ والتابعین وهو قول سفیان الثوری وأهل الکوفة،

امام ترمذی فرماتے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور کئی صحابہ کرام اور تابعین اسی بات کے قائل ہیں سفیان ثوری اور اہل کوفہ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی یہی مسلک ہے ۔ ترمذی حدیث 238 ۔ ۲۵۷ ابواب الصلاۃ باب ماجاء ان النبی ﷺ لم یرفع الا فی مرۃ واحدہ، مشکوۃ حدیث ۸۰۹ کتاب الصلاۃ باب صفۃ الصلاۃ، ابوداود کتاب الصلاۃ باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع حدیث 639 :۲۸ ۔ ، نسائی حدیث: 1016 کتاب الافتتاح باب ترک ذلک)

نوٹ: ہوسکتا ہے کہ جب کوئی غیر مقلد اس حدیث کا جواب نہ دے سکے تو کہہ دے کہ یہ تو حدیث ہی ضعیف ہے چنانچہ حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا بھی بندوبست پہلے ہی کیے دیتا ہوں تا کہ طلباء کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

غیر مقلد علماء سے حدیث کی تصحیح: ترمذی شریف کے غیر مقلد محقق احمد محمد شاکر نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ ابن حزم وغیرہ حفاظ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے غیر مقلد محقق ناصر الدین البانی نے اس حدیث کے تحت لکھا ہے والحق أنه حديث صحيح واسناده صحيح على شرط مسلم

اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی اسناد مسلم کی شرائط پر صحیح ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے رفع یدین کا منسوخ ہونا: حدثنا ابن أبي داود قال: ثنا أحمد بن يونس قال: ثنا أبو بكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الأُولَى مِنَ الصَّلاةِ ۔

حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار ۱/۲۲۵ کتاب الصلاۃ ۔ باب التکبیر للرکوع، مصنف ابن ابی شیبہ 237/1)

راوی حدیث کا عمل جب اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ عمل منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ امام طحاوی فرماتے ہیں۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کو (ایک سے زیادہ جگہ) رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر رفع یدین ترک کر دیا یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا وہ عمل منسوخ ہو چکا ہو جو آپ نے دیکھا تھا اور اس کے خلاف دلیل ثابت ہو گئی ہو۔ (شرح معانی الآثار ۱/۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التکبیر للرکوع)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رَأَيْتُ رَسُولَ الله ﷺ افتتح الصلاة رفَعَ يَدَيْهِ حذو منكبيه واذا اراد ان يركع وبعد ما يَرْفَعُ راسه من الركوع فلا يَرْفَعُ ولا بين السجدتين میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے اور جب رکوع کا ارادہ کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ دو سجدوں کے درمیان کرتے۔ (مسند حمیدی ج۲ ص 277 رقم الحدیث 614)

الحمد للہ یہ روایت بھی ڈنکے کی چوٹ پر صحیح ہے آج تک کسی وہابی نے بھی اسے ضعیف نہیں کہا۔ سوائے نسخ اور باب کے چکر کے ان کے پاس کوئی جواب نہیں ۔ واضح ہو گیا کہ رکوع وسجود کے وقت رفع یدین منع ہے۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے عمل سے رفع یدین منسوخ ہے: عن زيد بن علي عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أَنَّهُ كانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الاولى إِلى فُرُوْعِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لايَرْفَعُهُمَا حَتَّى يَقْضِيَ صَلاتَهُ ۔

حضرت زید بن علی روایت کرتے ہیں اپنے باپ (امام زین العابدین سے) اور وہ اپنے باپ (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) سے اور وہ اپنے باپ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہ آپ تکبیر اُولیٰ (پہلی تکبیر) میں کانوں کی لو تک رفع یدین (ہاتھوں کو بلند) کرتے تھے پھر نماز ختم ہونے تک

آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (مسند زید بن علی۔ باب التکبیر فی الصلاۃ)

یہ حدیث صحیح ہے اس حدیث میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے اس کے تمام راوی اہل بیت کرام ہیں لہذا باب مدینہ العلم کے عمل سے ثابت ہوگیا کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے۔

حدثنا أبو احمد قال: حدثنا أبوبكر النهشلي قال: حدثنا عاصم بن كليب عن أبيه أن عليًا رضي الله عنه كانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ في أوَّلِ تكبيرةٍ مِنَ الصلاةِ ثُمَّ لايَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (شرح معانی الآثار ۱/۲۲۵ کتاب الصلاۃ باب التکبیر للرکوع، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۲۶۷، بیہقی سنن کبری، باب من لم یذکر الرفع الاعند الافتتاح)

نصر اللہ شدنی 03328028182

رمضان اور قرآن

ام ابراہیم نسرین آسنویہ

بسم الله الرحمن الرحيم

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرآنَ هُدًی لِّلنَّاسِ

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کو ہدایت دینے والا ۔ (سورہ بقرۃ ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر ماہ رمضان کی لیلۃ القدر میں نازل کیا پھر حسب مصلحت تئیس سال میں نبی ﷺ پر مکمل قرآن کو نازل کیا اس کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کو نازل کرنے کی ابتداء رمضان کے مہینہ میں ہوئی اور تیسری تفسیر یہ ہے کہ روزہ کو فرض کرنے کے احکام ماہ رمضان میں نازل ہوئے۔

حافظ ابن عساکر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف رمضان کی پہلی شب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات رمضان کی چھٹی شب میں نازل کی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل رمضان کی اٹھارویں شب میں نازل کی اور سیدنا محمد ﷺ پر قرآن رمضان کی چوبیسویں شب میں نازل کیا۔ (تاریخ ابن عساکر)

رمضان کے مہینہ میں نزول قرآن کی ابتداء اس وجہ سے کی گئی کہ قرآن اللہ عزوجل کا کلام ہے اور انوار الٰہیہ ہمیشہ متجلی اور منکشف رہتے ہیں البتہ ارواح بشریہ میں ان انوار کے ظہور سے حجابات بشریہ مانع ہوتے ہیں اور حجابات بشریہ کے زوال کا سب سے قوی سبب روزہ ہے، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ کشف کے حصول کا سب سے قوی ذریعہ روزہ ہے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر بنی آدم کے قلوب میں شیطان نہ گھومتے تو وہ آسمانوں کی نشانیوں کو دیکھ لیتے، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید اور رمضان میں عظیم مناسبت ہے، اس لئے نزول قرآن کی ابتداء کے لئے اس مہینہ کو خاص کرلیا گیا (تفسیر کبیر)

رمضان میں قرآن کا دور: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ كان رسول الله ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ رسول اللہ

ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام اوقات سے بڑھ کر آپ رمضان میں زیادہ سخی ہو جاتے تھے جبکہ جبریل علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے اور جبریل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ان دنوں میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

واہ جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

قرآن اور رمضان کی شفاعت: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزے اور قرآن یہ دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزے کہیں گے اے میرے رب میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ تو دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی (احمد، ترغیب حدیث ۲۱۱۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن پڑھو بیشک قرآن کریم اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ (مسلم ترغیب ۲۱۰۷)

قرآن دنیا اور آخرت کا نور ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمایئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تقویٰ اختیار کرو کیونکہ وہ تمام کاموں کی اصل ہے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ اور وصیت فرمایئے، تو فرمایا قرآن کی تلاوت اور ذکر اللہ کو لازم پکڑو بیشک وہ تیرے لئے زمین میں نور اور آسمانوں میں ذخیرہ ہے۔ (ابن حبان ترغیب ۲۱۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایک آیت ساعت کی اس کے لئے کئی گنا نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس نے اس کی تلاوت کی تو وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ (احمد ترغیب ۲۱۰۰)

قرآن کی تلاوت دلوں کے زنگ دور کرتی ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان قلوب کو اسی طرح زنگ لگتا ہے، جس طرح نمی کی وجہ سے لوہا زنگ پکڑتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس زنگ کو دور کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: موت کو کثرت سے یاد کرنا اور تلاوت قرآن کرنا۔ (بیہقی مشکوۃ)

قرآن کے دو نور: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جناب جبریل علیہ السلام موجود تھے تو اس وقت جبریل علیہ السلام نے ایک آواز سن کر آسمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ آسمان کے اس دروازے کے کھلنے کی آواز ہے جو آج سے پہلے کبھی نہیں کھلا۔ اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا جو اس سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا۔ اس فرشتے نے بارگاہ نبوی میں آ کر سلام عرض کیا اور کہا آپ کو دو نوروں کی بشارت ہو جو اس سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کا آخری رکوع۔ آپ ان دونوں سورتوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ قرآن کریم کی کونسی سورت مرتبہ کے اعتبار سے عظیم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ اخلاص سائل نے پھر معلوم کیا کہ کونسی آیت مرتبہ میں اعلیٰ ہے؟ فرمایا: آیت الکرسی، اس کے بعد سائل نے پھر معلوم کیا کہ آپ اپنی ذات اور امت مسلمہ کو پہنچنے والی کونسی آیت کو محبوب رکھتے ہیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: سورہ بقرہ کا آخری رکوع کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے والے رحمت کے ان خزانوں میں سے ہے جو اس امت کو عطا فرمائے اور اس امت کی دنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں جو اس میں موجود نہ ہو۔ (دارمی مشکوۃ)

تین چیزوں کی تعلیم کا حکم: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین چیزوں کی تعلیم دو

اپنے نبی کی محبت اوران کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت یقیناً حامل قرآن اللہ (عرش الٰہی) کے سایہ میں ہوگا جس دن اس سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس کے انبیاء اوراولیاء کے ساتھ۔ (جامع صغیر)

عالم قرآن اللہ کا ولی ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے قاری اور عالم اللہ کے ولی ہیں جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے اللہ سے عداوت رکھی۔ جس نے ان سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی۔ جامع صغیر (۳۷۵۹)

حامل قرآن کی تعظیم: حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حامل قرآن کی عزت کرو جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (جامع صغیر)

قرآن کی تلاوت سے فتنوں سے حفاظت: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورہ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلی وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم)

قرآن کی تعلیم اور تلاوت: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی یہ بات پسند کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو تو اس کو قرآن پڑھنا چاہئے۔ (جامع صغیر)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر اگر تو صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت کی تعلیم حاصل کرے تو وہ تیرے لئے سو رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ ۲۱۹)

س قرآن کو زبانی پڑھنا افضل ہے یا دیکھ کر پڑھنا؟ ج قرآن کو دیکھ کر افضل ہے کیونکہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کو یاد سے پڑھنا ہزار درجہ (اجر کا سبب) ہے اور دیکھ کر پڑھنا دو ہزار درجہ (اجر کا سبب) ہے۔ بیہقی مشکوۃ فضائل قرآن

س وہ پانچ چیزیں کونسی ہیں جن کو دیکھنا بھی عبادت ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے: قرآن کو دیکھنا، کعبہ کو دیکھنا، والدین کو دیکھنا، زمزم کو دیکھنا اور عالم کے چہرہ کو دیکھنا۔ (جامع صغیر)

س نماز میں قرآن پڑھنا افضل ہے یا نماز کے علاوہ؟

ج نماز میں قرآن پڑھنا افضل ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں قرآن کی تلاوت عام قرآن کی تلاوت سے بہتر ہے اور نماز کے علاوہ قرآن کی تلاوت تسبیح وتکبیر سے بہتر ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے۔ اور صدقہ (نفلی) روزہ سے افضل ہے اور روزہ دوزخ سے ڈھال ہے (۔بیہقی مشکوۃ فضائل قرآن)

﴿قرآن کی بے مثال سورت﴾

س وہ کونسی سورت ہے جس کی مثل نہ پہلی کتابوں میں ہے اور نہ قرآن میں اور نبی پاک ﷺ نے اس کو عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑی سورت قرار دیا ہے۔

س وہ سورہ فاتحہ ہے ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو فرمایا: تم نماز میں قراءت کس طرح کرتے ہو تو انہوں نے سورہ فاتحہ سنائی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تورات وانجیل زبور

اور قرآن میں اس جیسی اور کوئی سورت نازل نہیں ہوئی اس میں سات آیتیں ہیں اور یہ اس قرآن میں دوبار نازل ہوئی جو مجھے عطا کیا گیا۔ ترمذی مشکوۃ فضائل قرآن) حضرت ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا بعد میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز میں مصروف تھا (اس لئے حاضر نہ ہوا) تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں، پھر فرمایا: میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے تمہیں ایک سورت بتاؤں گا جو قرآن میں عظمت کے لحاظ سے سب سے بڑی سورت ہے پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر جب ہم نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے تو اس عظیم سورت کی تعلیم دینے کی بابت فرمایا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سورہ ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ ہے اس سورت کی سات آیتیں بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں اور وہ عظمت والا قرآن ہے جو مجھے عطا ہوا۔ بخاری مشکوۃ فضائل قرآن) اس سے یہ بھی معلوم ہوا رسول اللہ کا بلانا اللہ کا بلانا ہے رسول اللہ کا کرم اللہ کا کرم ہے۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ شعر سن کر بعض لوگوں کا شرک کا دورہ پڑ جاتا ہے کہ کرم صرف اللہ کا ہے رسول اللہ کا کرم نہیں ہے۔ وہ قرآن کی مذکورہ آیت اور حدیث کا کیا جواب دیں گے۔ اصل میں وہ قرآن وحدیث کی روح اور مغز کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ قرآن وحدیث کا صحیح فہم اللہ تعالیٰ نے سنیوں کو عطا فرمایا اسی لئے سنی کہتے ہیں۔ تم ذات خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو اللہ کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب　　　　یعنی محبوب ومحب میں نہیں ہے میرا تیرا

س　عظمت کے لحاظ سے قرآن پاک کی سب سے بڑی آیت کونسی ہے؟　ج　آیۃ الکرسی (مسلم شریف)

س　ان چار صحابہ کے نام بتائیے جنہوں نے عہد رسول ﷺ میں قرآن جمع کیا؟

ج　ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید (حضرت انس کے چچا) (بخاری ومسلم شریف)

س　وہ چار صحابہ کے نام بتائیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان چار سے قرآن کی تعلیم حاصل کرو؟

ج　حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سالم مولیٰ ابوحذیفہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم اجمعین (بخاری ومسلم)

س　سید القراء کس صحابی کو کہا جاتا ہے؟　ج　حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو

س　وہ کونسی سورت ہے، جس کو تین مرتبہ پڑھنے سے پورے قرآن کا ثواب ملتا ہے؟　ج　سورہ اخلاص (جامع صغیر)

س　وہ کونسی سورت ہے، جس کو دس مرتبہ پڑھنے سے جنت میں گھر بنتا ہے؟　ج　سورہ اخلاص (جامع صغیر)

س　وہ کونسی سورت ہے، جس کو جمعرات یا جمعہ کے دن پڑھنے سے جنت میں گھر بنتا ہے؟　ج　سورہ الدخان

س　وہ کونسی سورت ہے، جس کو پڑھنے سے دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کے پہلے گناہ معاف اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔

ج　سورہ یٰسین (جامع صغیر ومشکوۃ)

س　وہ کونسی سورت ہے، جس کو پڑھنے سے ایک ہزار آیت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے؟　ج　الھاکم التکاثر (حاکم ترغیب: ۲۱۸۴)

س　وہ کونسی آیت ہے، جس کو رات کو سونے کے وقت پڑھا جائے تو ایک فرشتہ صبح تک حفاظت کرتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا؟　ج　آیۃ الکرسی (بخاری)

س　وہ دس آیات کونسی ہیں جن کو ہر رات پڑھا جائے تو قرآن نہیں بھولتا؟

ج　سورہ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اس کے بعد والی دو آیات خالدون تک اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات۔

س جنت کے درجات کتنے ہیں؟ ج جتنی قرآن کی آیات ہیں (جامع صغیر)

س قرآن کی آیات کتنی ہیں؟ (ج) مشہور چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہیں لیکن میں نے گنتی کی 6237 نکلیں آپ بھی گنتی کر کے دیکھ لیں ہر سورۃ کے شروع میں آیات لکھی ہوئی ہیں کلکولیٹر لیکر حساب کرتے جائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھ اور (جنت کے درجات) طے کر اور ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں پڑھتا تھا تیرا مقام وہاں تک ہے جہاں قرآن کی آخری آیت ختم ہو گی۔ (ترمذی مشکوۃ)

س قاری قرآن کو جنت میں کتنی حوریں عطا ہوں گی؟

ج جتنے قرآن کے حروف ہیں دس لاکھ ستائیس ہزار (۱۰۰۲۷۰۰) (جامع صغیر حدیث ۶۱۸۴)

س ایک دفعہ قرآن ختم کرنے پر کتنا نیکیاں ملتی ہیں؟

ج دس لاکھ ستائیس ہزار اور پھر ان کو دس سے ضرب دیں کیونکہ ایک حرف پر ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کی مثل ہے (ترمذی حدیث ۲۹۱۰) تو حاصل ضرب یہ ہوگا (۱۰۰۲۷۰۰۰) ایک قرآن ختم کرنے پر ایک کروڑ ستائیس ہزار نیکیاں حاصل ہوں گی۔

ختم شریف: س ختم قرآن پر کتنے فرشتے دعا کرتے ہیں؟

ج ساٹھ ہزار فرشتے ختم قرآن پر دعا کرتے ہیں۔ (جامع صغیر) ختم شریف اور ایصال ثواب ختم قرآن ہی کا نام ہے یہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس میں ملائکہ کی شمولیت ہوتی ہے۔

س یہ فرشتے کب تک دعا کرتے رہتے ہیں؟

ج اگر ختم شریف صبح کو ہو تو شام تک فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو ہو تو صبح کو فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (جامع صغیر ۸۶۵۵) اور ختم شریف کے وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے۔ (جامع صغیر ۸۸۱۸)

لیلۃ القدر کی دعا: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

میری آواز

مسئلہ کشمیر پر عالمی ضمیر کی بیداری تحریک آزادی کشمیر کا فیصلہ کن موڑ

{محمد احمد ترازی}

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانان کشمیر پر مظالم کی تاریخ تو کافی پرانی ہے، لیکن اس کا باقاعدہ آغاز 16 مارچ 1846ء کو اُس معاہدہ امرتسر سے ہوا، جس کے ذریعے دنیا میں پہلی مرتبہ ایک نام نہاد مہذب قوم نے کشمیری مسلمانوں کو اُن کے وطن سمیت ہندو ڈوگرہ گلاب سنگھ کے ہاتھ صرف 75 ہزار روپے میں فروخت کردیا، اُس دن سے کشمیریوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہوئے اور ان انسانیت سوز شرمناک مظالم کا سلسلہ آج بھی جاری ہے، جبکہ مظلوم کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کو حقوق انسانی کی تنظیمیں اور میڈیا وقتاً فوقتاً دنیا کے سامنے لاکر عالمی ضمیر جگانے کی کوشش کرتا رہا ہے، گزشتہ

دنوں بے جے پی کے رکن راجیہ سبھا اور سابق وزیر رام جیٹھ ملانی کی سربراہی میں مقبوضہ کشمیر کا دورہ کرنے والی غیر سرکاری کشمیر کمیٹی کی مرتب کردہ رپورٹ بھی اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، بھارتی اخبار ٹائمز آف انڈیا کے مطابق رام جیٹھ ملانی نے اپنے دورے کے دوران کشمیری باشندوں پر توڑے جانیوالے بھارتی فوج کے مظالم پر سخت ذہنی کرب کا اظہار کیا اور کہا کہ مقبوضہ کشمیر میں لوگوں کے ساتھ نازی طرز کا ظلم ہو رہا ہے، اگر انکے ساتھ ناانصافیوں کا سلسلہ جاری رہا تو لوگ انصاف کے حصول کیلئے متبادل راستے تلاش کرنے پر مجبور ہو جائینگے، انہوں نے کہا کہ کٹھ پتلی حکومت لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں کر رہی ہے اور مقبوضہ جموں و کشمیر میں غیر ضروری طور پر احتیاطی گرفتاری کے قوانین نافذ ہیں جن کا ناجائز استعمال کیا جا رہا ہے، انہوں نے مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت پر زور دیا کہ وہ گزشتہ چند سال میں سرکاری کارروائیوں کے دوران شہید ہونیوالے نوجوانوں کے لواحقین سے معافی مانگے اور انہیں بھرپور معاوضہ فراہم کرے۔

دوسری طرف انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ہیومن رائٹس واچ نے بھارت پر زور دیا ہے کہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کمیٹی کا رکن بننے کے بعد وہ اپنے وعدے پورے کرے اور مقبوضہ کشمیر میں سیکورٹی قوانین پر نظرثانی کرے، جبکہ یورپی پارلیمنٹ نے بھی بھارت کے ساتھ آزادانہ تجارت کے سمجھوتے کو مسئلہ کشمیر سے مشروط کر دیا ہے اور اس معاہدے کو مؤخر کرتے ہوئے بھارت پر زور دیا ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ تعلقات کو فروغ دیکر مضبوط بنائے، اس سلسلہ میں یورپی پارلیمنٹ کی طرف سے گزشتہ ماہ 11 مئی کو باضابطہ طور پر ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں بھارت کو باور کرایا گیا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں، جمہوریت اور سیکورٹی یورپی یونین اور بھارت کے مابین تعلقات کے بنیادی اجزاء ہیں، اس تناظر میں بھارت سے کہا گیا ہے کہ وہ کشمیر کے دیرینہ تنازعہ سمیت تمام تصفیہ طلب مسائل کے حل کیلئے پاکستان کے ساتھ مذاکراتی عمل میں تیزی لائے، واضح رہے کہ یورپی پارلیمنٹ نے یہ اقدام فروری میں کشمیری رہنماؤں کی جانب سے دی گئی حقائق پر مبنی معلومات کی بنا پر کیا ہے، دیکھا جائے تو عوامی جمہوریہ چین کی طرف سے کشمیری باشندوں کو الگ ویزہ جاری کرنے کے فیصلے کے بعد یہ دوسرا بڑا واقعہ ہے جس میں ایک اہم بین الاقوامی فورم سے بھارت کو مسئلہ کشمیر حل کرنے کیلئے ہی نہیں کہا گیا بلکہ آزاد تجارت کو بھی انسانی حقوق کی پامالیاں روکنے سے مشروط کیا گیا ہے۔

اَمر واقعہ یہ ہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے حوالے سے ہم سے بہت ہی کوتاہیاں ہوئیں ہیں اور ہم بھارت کا اصل گھناونا چہرہ دنیا کے سامنے نہ لاسکے، جبکہ بھارت نے کشمیر میں اسرائیل سے بھی بڑھ کر انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کیں، لیکن اس کے باوجود ہم دنیا کو کشمیر کی طرف متوجہ نہ کرسکے، ہمارے اس رویئے کی وجہ سے بین الاقوامی فورم پر نہ صرف کشمیر کا مقدمہ کمزور ہوا بلکہ بھارتی فوجی درندوں کو ہزاروں کشمیری مسلمانوں کو شہید کرنے کا بھی موقع ملا، دنیا کی آنکھوں میں جس طرح دھول جھونک کر ہندو بنیئے نے ایک آزاد ریاست پر قبضہ کیا وہ بذات خود تاریخ کا ایک بدترین باب ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس بت پرست قوم کا نہ تو کوئی مخصوص مذہبی ضابطہ ہے اور نہ ہی کوئی اخلاقی و معاشرتی معیار ہے، گاؤ ماتا کے یہ پجاری ہندوستان کی سرزمین پر توحید و رسالت کی دعوت لے کر آنے والوں کو اُسی طرح بلاشرکت غیرے اپنی ملکیت سمجھتے رہے، جس طرح یہودی ارض فلسطین پر قبضے کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں، جبکہ ہر دو مقامات پر خون مسلم ارزاں بھی رہا اور ناقابل شکست بھی، اس کے باوجود پاکستان اور بالخصوص عالم اسلام آج تک دنیا کے اِن مظلوم مسلمانوں کیلئے کوئی متفقہ لائحہ عمل اختیار نہیں کر سکا، جس طرح امریکہ کی ناجائز اولاد اسرائیل فلسطینی بستیوں کو تاخت و تاراج کر کے قتل عام کی پالیسی پر عمل کر رہا ہے، ہندو بنیا بھی مقبوضہ کشمیر میں اُسی پالیسی پر عمل پیرا ہے، دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعویدار ملک کی سات لاکھ سے زائد فوج وادی کشمیر میں قتل و غارت گری کا عمل جاری رکھے ہوئے ہے، جبکہ کشمیری قافلہ حریت کے وکیل پاکستان میں نائین الیون کے بعد برسر اقتدار آنے والی حکومتوں نے بھی کشمیریوں کی قسمت سے کھیلنے کے شرمناک عمل کو جاری رکھا، ایک طرف جہاں اس کی وجوہات

عالمی حالات میں وقوع پزیر ہونے والی تبدیلیاں تھیں وہیں ایک اہم وجہ جذبہ ایمانی کا فقدان بھی رہی، ہماری اس مجرمانہ غفلت کا بھارت نے بھرپور فائدہ اٹھایا، کشمیری حریت پسندوں کی تحریک کو کچلنے کیلئے بھارت نے بیرونی مداخلت کا راگ الاپا، خود کو مظلوم اور حق بجانب ثابت کرنے کیلئے جھوٹے پروپیگنڈے کا سہارا لیا، مگر جھوٹ، جھوٹ ہی ہوتا ہے، پروپیگنڈے کا غازہ زیادہ دیر تک سچائی کو نہیں چھپا سکتا، آج بھارتی جھوٹ کا ملمع اتر رہا ہے، حقیقت منکشف ہو رہی ہے اور سچائی دنیا کے سامنے آ رہی ہے، ساری دنیا جانتی ہے کہ ہندو بنیاء مقبوضہ کشمیر میں گزشتہ چھ دہائیوں سے جاری اپنے مظالم کی چاہے جتنی بھی پردہ پوشی کرتا رہے، امن کا راگ الاپتا رہے، زمینی حقائق کو چھپانا اسکے بس کی بات نہیں، آج ان زمینی حقائق سے پوری دنیا آگاہ ہو چکی ہے کہ شاطر ہندو بنیئے نے گزشتہ 63 برسوں سے مقبوضہ کشمیر پر بزور طاقت اپنا تسلط جمایا ہوا ہے، جسے کشمیری عوام نے شروع دن سے قبول نہیں کیا اور وہ اپنے حق خود اختیاری کے حصول اور ہندو بنیئے کے تسلط سے آزادی کیلئے بھارتی فوج کے مظالم سہتے اور جان و مال کی بیش بہا قربانیاں دیتے ہوئے آزادی کی تحریک جاری رکھے ہوئے ہیں اور اپنی آزادی سے کم پر بھارت کی کوئی پیشکش قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

دوسری طرف کشمیریوں کی آزادی غصب کرنے والوں کو بھی اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ کشمیر ایک نہ ایک دن انکے ہاتھ سے نکل جائے گا، اسی لیے بھارتی حکمرانوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ آزادی کے جذبے سے معمور کشمیری عوام کی آواز کو دبائے رکھا جائے، چنانچہ ظلم و جبر کا ایسا کوئی ہتھکنڈہ نہیں جو کشمیری عوام پر آزمایا نہ گیا ہو، مگر حریت پسند کشمیری عوام ہر ہتھکنڈے کا سامنا اور مقابلہ کرتے رہے، لاٹھیاں کھاتے رہے اور اپنے سینے بھارتی سیکورٹی فورسز کی فائرنگ سے چھلنی کراتے ہوئے عزم وہمت کے ساتھ آزادی کی منزل کی جانب گامزن ہیں، نتیجتاً خود بھارتی لیڈروں کو بھی اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ کشمیریوں کی تحریک آزادی کو روکنا اب اُن کے بس کی بات نہیں رہی، یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سال بھارتی وزیر اعظم منموہن سنگھ کو مقبوضہ کشمیر کے کا دورے کے دوران بھارتی سیکورٹی فورسز کے مظالم کا اعتراف بھی کرنا پڑا، اسی طرح بھارتی وزیر داخلہ چدم برم نے بھی مقبوضہ کشمیر کے دورے کے بعد کشمیر کے سیاسی حل کی ضرورت پر زور دیا جبکہ بھارتی آرمی چیف نے تو کشمیری حریت پسندوں کی مسلسل مزاحمت سے زچ ہو کر بھارتی حکومت کو مقبوضہ کشمیر سے اپنی فوجیں نکالنے کی تجویز پیش کر کے اپنے حکمرانوں کو باور کرا دیا کہ کشمیری باشندوں کی مزاحمت کو روکنا اب بھارتی فوج کے بس کا روگ نہیں رہا، دوسری جانب بھارتی رائے عامہ کی جانب سے بھی مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اپنے حکمرانوں پر دباؤ بڑھتا جا رہا ہے، معروف بھارتی خاتون دانشور ارون دھتی رائے نے بھارتی حکمرانوں کو آئینہ دکھاتے ہوئے کہا کہ کشمیر کبھی بھارت کا حصہ نہیں رہا، چنانچہ آج بھارتی رائے عامہ کے شعور کی بیداری کے نتیجہ میں صورتحال یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بھارتی انتہا پسند ہندو جماعت بی جے پی کے رکن پارلیمنٹ رام جیٹھ ملانی بھی مقبوضہ کشمیر میں بھارتی مظالم کیخلاف دہائی دیتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے حل کو اپنی زندگی کا اہم مشن قرار دے رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بھارتی لابی کے زہریلے پروپیگنڈے کے باوجود انسانی حقوق کی عالمی تنظیم ہیومن رائٹس واچ، سابق وزیر رام جیٹھ ملانی کی غیر سرکاری رپورٹ اور یورپی پارلیمنٹ کی قرارداد مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے بلاشبہ انتہائی اہم اور مثبت پیش رفت ہیں، جو کشمیر کو اٹوٹ انگ قرار دینے والی بھارتی ہٹ دھرمی کی اصل حقیقت دنیا کے سامنے عریاں کر رہی ہے، ہمیں امید ہے کہ مختلف عالمی فورمز پر مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اٹھنے والی یہ آوازیں تحریک آزادی کشمیر کیلئے اک اہم اور فیصلہ کن موثر ثابت ہونگی، جبکہ دوسری جانب خود بھارت کے اندر بھی نہتے اور بے گناہ کشمیریوں پر بھارتی سیکورٹی فورسز کے مظالم کیخلاف سخت ردعمل سامنے آ رہا ہے اور بھارت کے مختلف سیاسی و سماجی حلقوں میں اب کشمیر کی آزادی کیلئے آوازیں سنائی دے رہی ہیں، اس صورتحال میں بھارتی حکمرانوں کو مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اندرونی دباو کے ساتھ اب بیرونی دباو کا بھی پہلے سے زیادہ سامنا ہے، لہٰذا ایسے وقت میں جبکہ کشمیر کی آزادی کیلئے خود بھارتی رائے عامہ بھی متحرک ہو چکی ہے اور کئی بین الاقوامی فورمز پر مسئلہ کشمیر کے حل کی بات کی جا رہی ہے

،ہمارے موجودہ حکمرانوں کی یہ لازمی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی قراردوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے اپنا متحرک کردار ادا کریں اور آزادی کی منزل کی جانب گامزن کشمیری مسلمانوں کا ہر ممکن ساتھ دیں، یاد رہے کہ تحریک آزادی کشمیر کے اس نازک موڑ پر اگر کشمیری عوام ہمارے حکمرانوں کی دہری پالیسیوں کی وجہ سے ایک بار پھر مایوس ہوگئے تو الحاق کشمیر کی صورت میں تکمیل پاکستان کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو پائے گا۔

ترکی میں اسلام پسندوں کی کامیابی

﴿محمد احمد ترازی﴾

اسلام پسندوں کی کامیابی، ترکی میں بیداری کی نئی لہر ترک عوام نے سیکولرازم اور فوجی آئین کے خلاف اپنا فیصلہ دے دیا

گزشتہ دنوں ترکی میں ہونے والے عام انتخابات میں حکمراں جماعت جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی 59.11 فیصد ووٹ لے کر تیسری بار حکومت کرنے کیلئے منتخب ہوگئی، ابتدائی اطلاعات کے مطابق جسٹس پارٹی نے 550 کے ایوان میں 326 نشستیں حاصل کر کے تاریخ ساز کامیابی حاصل کی اور 81 میں سے 66 صوبوں پر اپنی برتری قائم کردی، انتخابات کے غیر سرکاری نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر دوسرے شخص نے ترک وزیر اعظم رجب طیب اردگان کے حق میں ووٹ دیا اور عوام نے فوجی دباؤ کو یکسر مسترد کردیا، جس کے بعد ملک میں نئے سول آئین تیار کرنے کی راہ ہموار ہوگئی ہے، حزب اختلاف کی جماعت ری پبلکن پیپلز پارٹی نے 135 نشستیں حاصل کیں اور 25 فیصد ووٹوں کے ساتھ صرف 8 صوبوں تک ہی محدود رہی، دیگر جماعتوں میں نیشنلسٹ ایکشن پارٹی نے 54 جبکہ آزاد امیدواروں نے 35 نشستیں حاصل کیں، ترکی کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کی طیب اردگان نے مسلسل تیسری بار کامیابی حاصل کی ہے اور انہوں نے ہر بار پہلے سے زیادہ ووٹ حاصل کیے ہیں، قارئین کی معلومات کیلئے عرض ہے کہ 2002ء کے انتخابات میں اِس جماعت نے 34 فیصد ووٹ ملے تھے اور 2007ء انتخابات میں اِس جماعت نے 47 فیصد ووٹ حاصل کیے تھے جبکہ جون 2011ء کے الیکشن میں اِس جماعت نے 59.11 فیصد ووٹ حاصل کیئے ہیں، جو کہ حکمراں جماعت جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت کی بین دلیل ہے۔

قارئین محترم، یہ وہی ترکی ہے جو ایک عرصے تک خلافت عثمانیہ کا مرکز رہا اور جسے عالم اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل رہی، مگر ایک عالمی سازش کے تحت ترکی سے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد یہ ملک عالم اسلام میں اپنی حیثیت کھو بیٹھا، جدید ترکی کے بانی مصطفیٰ کمال اتاترک نے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد ملک کا نظم و نسق چلانے کیلئے سیکولرازم کا سہارا لیا اور یوں صدیوں تک دنیائے اسلام کی قیادت کرنے والی ریاست اپنی مسلم شناخت سے یک لخت محروم ہوگئی، مصطفیٰ کمال پاشا نے مذہب سے نفرت کو سیکولرازم کی تعریف قرار دیا اور اسے ہر شعبہ ہائے زندگی سے خارج کردیا، اُس نے ملک کو مغربی ممالک کے ہم پلہ بنانے کیلئے سب سے پہلے اسلام کو زد پر رکھا، مدارس کو بند کردیا گیا، قرآن کریم کا پڑھنا اور تعلیم دینا جرم بن گیا، بے ضرر صوفی سلسلوں پر بھی پابندی لگائی گئی، عورتوں کیلئے پردہ موقوف کردیا گیا، مرد و خواتین کو جبراً مغربی لباس پہننے پر مجبور کیا گیا، ترکی ٹوپی ممنوع قرار دے دی گئی، نام اختیار کرنے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج بیشتر ترک باشندوں کے نام عثمانی عہد کے ناموں سے یکسر مختلف ہیں، جن سے کبھی مسلمان ہونے کی بو آتی تھی، اسلامی کلینڈر کا بھی خاتمہ کردیا گیا، اسلام کے عائلی قوانین کا خاتمہ کر کے اُس کی جگہ سوئس قوانین کو آئین کا حصہ بنایا گیا، نتیجتاً کثرت ازدواج بھی ممنوع ہوگئی اور یہ حال ہوگیا کہ 98 فیصد مسلمانوں کے حامل ملک میں ایک سے

زائد شادی کرنے والے افراد دوسری بیوی کو اپنی گرل فرینڈ قرار دیتے تو اُن سے کوئی باز پرس نہ کی جاتی، البتہ دو بیویاں رکھنے پر دھر لیا جاتا، عربی رسم الخط کو کالعدم قرار دے کر لاطینی رسم الخط اختیار کیا گیا، چن چن کر عربی اور فارسی الفاظ کو زبان سے نکال دیا گیا، مساجد میں عربی زبان میں اذان دینے اور حج کی ادائیگی پر بھی پابندیاں لگا دی گئی، پانچ صدیوں تک مرکزی حیثیت رکھنے والے شہر استنبول کی جگہ دارالحکومت کو انقرہ منتقل کر دیا گیا، فتح قسطنطنیہ کی سب سے اہم نشانی "ایا صوفیہ" کو مسجد سے عجائب گھر بنا دیا گیا، کمال اتاترک نے بہت سے رہنماؤں کو زندانوں میں ڈلوا دیا، یا سزائے موت دے دی، محمد عاکف جیسے عظیم شاعر اور مشہور مصنفہ خالدہ ادیب خانم نے اپنے شوہر کے ساتھ جلاوطنی کو غنیمت جانا، غرضیکہ اتاترک نے پوری کوشش کی کہ اسلام اور مسلمانوں سے تعلق کی ہر نشانی کو مٹا کر ترکی کو مشرق سے کاٹ کر مغرب کا حصہ بنا دیا جائے، اُس نے اسلام کا حلیہ بگاڑ کر ترک مسلمانوں کو اُن کے صدیوں پر محیط عظیم علمی ادبی وثقافتی ہر اُس ورثے سے محروم کر دیا جو فکر اسلامی کا عکاس تھا۔

حال یہ تھا کہ 1960ء تک ترکی میں اسلام کا نام لینا بھی ایک جرم تھا، یہ وہی سال تھا جس میں وزیر اعظم عدنان مینڈریس کو اسلامی رجحان رکھنے کے جرم میں پھانسی دی گئی تھی، مگر انہی حالات میں ڈیزل میکانکس کے کامیاب سائنسدان کی حیثیت سے شہرت حاصل کرنے والا ایک 34 سالہ نوجوان "نجم الدین اربکان" ترکی میں اسلام کے نام پر ایک تحریک بپا کرتا ہے، اپنی جدوجہد کو کامیابی کی منزل تک پہنچانے کیلئے نجم الدین اربکان کو پانچ مرتبہ نئی پارٹیاں قائم کرنی پڑی، انتخابات جیتنے کے بعد بھی اُن کی پارٹی پر پابندی لگائی جاتی رہی، اثاثہ جات ضبط کئے جاتے ہیں، پابند سلاسل کیا جاتا ہے، لیکن یہ اربکان ہی کا حوصلہ وہمت تھی کہ بار بار کی پابندیوں، اثاثوں کی ضبطی اور قید وبند کے باوجود صبر کا پہاڑ بنے رہے، آشیانہ بار بار جلتا رہا مگر وہ ہر بار نئے حوصلہ کے ساتھ تنکا تنکا جمع کر کے نیا آشیانہ تعمیر کرتے رہے، وہ ترک فوج جو ملک کی سیکولر پہچان کی نگہبان سمجھی جاتی ہے اور جس نے ملک میں اسلامی طرز زندگی بدلنے میں اہم ترین کردار ادا کیا، نجم الدین اربکان کی ذات اُس کے سامنے پہلی چٹان کے روپ میں سامنے آئی، انہوں نے جمہوری طریقے سے انتخابات میں حصہ لے کر کامیابی حاصل کی اور حکومت بنائی، لیکن جب جرنیلوں کو اپنا اقتدار خطرے میں نظر آنے لگا، تو پہلے تو اُن پر بے جا قسم کی پابندیاں عائد کی گئیں پھر نجم الدین اربکان کی حکومت توڑ دی گئی، رفاہ پارٹی پر پابندی لگا دی گئی، لیکن نجم الدین اربکان نے جو راستہ کھول دیا تھا وہ فوج سے بند نہ ہو سکا، رفاہ پارٹی فضیلت پارٹی کے روپ میں سامنے آئی اور آج جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کے نام سے اقتدار میں ہے، ترکی کے موجودہ وزیر اعظم رجب طیب اردگان نجم الدین اربکان کے تربیت یافتہ اور دینی مدرسے سے فارغ التحصیل ہیں، آج فوج کے تمام تر جبر واستبداد کے باوجود ترک عوام کی اسلام سے محبت بڑھتی چلی جارہی ہے، خیال رہے کہ گزشتہ انتخابات کے موقع پر سیکولر عناصر نے فوج کی شہ پر بڑے بڑے احتجاجی جلوس نکالے لیکن سب بے اثر رہے، عوام نے جسٹس پارٹی کے حق میں اپنا فیصلہ دیا، عوامی تائید کی وجہ سے فی الوقت فوج بھی کسی مہم جوئی کی پوزیشن میں نہیں ہے، کچھ عرصہ قبل حکومت کا تختہ الٹنے کے الزام میں کئی فوجی افسر گرفتار کیے جا چکے ہیں، حال ہی میں دو حاضر سروس جنرل بھی پکڑے گئے ہیں، یہ عوامل ظاہر کرتے ہیں کہ اسلام پسندوں کی بڑھتی ہوئی قوت کے سامنے فوج بے بس ہوتی جارہی ہے، لیکن فوجی بغاوت کا ظہور کسی وقت بھی ممکن ہے، ہر چند کہ فوج بزعم خود اُس سیکولرازم کی محافظ ہے جو ترکی میں دم توڑ رہا ہے، لیکن عالمی دہشت گرد امریکہ کسی بھی مسلم ملک میں امن وامان نہیں دیکھنا چاہتا اور اسلام پسندوں کا عروج تو اُسے کسی بھی حالت میں قبول نہیں ہے، چنانچہ سی آئی اے ترکی میں اُسی طرح بغاوت کروا سکتی ہے، جس طرح اُس نے الجزائر میں اسلامک فرنٹ کے خلاف کرائی تھی، آپ کو یاد ہوگا کہ الجزائر میں عباسی مدنی کی قیادت میں اسلام پسندوں نے انتخابات میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی لیکن وہاں بھی امریکہ اور اُس کے صلیبی حواریوں نے فوج کی مدد سے انہیں اقتدار سے دور رکھا اور عباسی مدنی کو ایوان اقتدار کے بجائے جیل بھیج دیا گیا، ترکی میں بھی یہی کوشش دہرائی جا سکتی ہے۔

کیونکہ موجودہ الیکشن میں ترک عوام نے سیکولرازم کو ہی مسترد نہیں کیا ہے بلکہ عوام کی اکثریت نے سیکولرازم اور فوجی آئین کے خلاف اپنا فیصلہ بھی دے دیا ہے، آج ترکی میں صورتحال بدل چکی ہے، جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی عوام کی تائید وحمایت سے آگے بڑھ رہی ہے، وزیر اعظم رجب طیب اردگان اور صدر عبداللہ گل کی قیادت میں سیکولر ترکی نے ایک نئی انگڑائی لینی شروع کی ہے، اب یورپی یونین میں شرکت کے لیے بھیک مانگتا ترکی ایک نئے روپ میں سامنے آرہا ہے، وزیر اعظم طیب اردگان اور صدر عبداللہ گل کی اسلام پسند پارٹی ترکی کی سیاست پر حاوی نظر آتی ہے، فوج کی جانب سے تشویش کے باوجود عوام میں اسلامی تشخص مقبولیت اختیار کرتا جارہا ہے، اسلام کا یہ سابق گڑھ اب اپنا جھکاؤ اسلامی ممالک کی جانب بڑھا رہا ہے، ماضی میں ترکی کو اسرائیل اور امریکہ کا بہترین حمایتی سمجھا جاتا رہا ہے لیکن آج ترکی اسرائیل کی مخالفت میں کسی بھی اسلامی ملک سے زیادہ سرگرم نظر آتا ہے، آپ کو یاد ہوگا کہ ترک صدر عبداللہ گل نے سوئٹزر لینڈ میں انٹرنیشنل کانفرنس کے دوران غزہ میں اسرائیلی قتل عام کے خلاف آواز بلند کی تھی، یہ بات بھی ریکارڈ پر موجود ہے کہ جب اسرائیلی صدر ایہود اولمرٹ کی بات کا جواب دینے کے لیے ترک صدر کو مناسب وقت نہ دیا گیا تو انہوں نے اجلاس سے احتجاجا بائیکاٹ کر دیا تھا، جسے بعض حلقوں نے ترک صدر کا جذباتی فیصلہ قرار دیا مگر یہ بات غلط ثابت ہوئی اور ترکی نے مسلسل اسرائیل کی پرزور مخالفت کرکے غزہ پر حملوں کے مسئلے پر آواز بلند کی، اسی طرح ترکی نے اپنے ہاں ہونیوالی فوجی مشقوں سے بھی اسرائیل کو بے دخل کر دیا، ترک وزیر اعظم نے واضح طور پر اعلان کیا کہ یہ اقدام غزہ میں اسرائیلی جارحیت کے جواب میں کیا گیا ہے، جس پر امریکہ اور کئی دوسرے مغربی ممالک کی جانب سے تشویش کا اظہار بھی کیا، تاہم ترکی نے اِن سب اعتراضات کو مسترد کر دیا، دوسری طرف ترکی نے امریکہ، اٹلی اور اسرائیل کی شراکت سے ہونیوالی فوجی مشقیں کو منسوخ کرتے ہوئے شام کے ساتھ مل کر فوجی مشقیں کرکے مغربی دنیا کو ایک نیا پیغام بھی دیا، ترکی کے سرکاری ٹی وی نے غزہ میں ہونیوالی بربریت کے خلاف ایک ڈرامہ بھی تیار کیا جس میں اسرائیلی فوجیوں کو قتل عام کرتے اور معصوم لوگوں کو ظلم کا نشانہ بناتے ہوئے دیکھایا گیا، جس پر اسرائیلی وزیر خارجہ اور وزیر اعظم نے اِس ڈرامے کو اشتعال انگیز قرار دے کر روکنے کا مطالبہ کیا، لیکن ترکی نے سیپریشن نامی اِس ڈرامے کو روکنے سے انکار کر دیا، ترک وزیر اعظم نے اپنے حالیہ دورہ پاکستان میں تمام مسائل کو مشترکہ جدوجہد سے حل کرنے کا اعلان کرتے ہوئے مسئلہ کشمیر کو جلد از جلد اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنے کا مطالبہ بھی کیا، جو کہ یہود وہنود اور صلیبی قوتوں کیلئے ایک واضح پیغام تھا، انہوں نے ایران پر کسی قسم کے حملے کو پاگل پن قرار دیتے ہوئے ایران کی بھرپور حمایت کا اعلان بھی کیا، ترک وزیر اعظم کے یہ سارے اقدامات اِس بات کے عکاس ہیں کہ ترکی اِس بار عالمی سامراج کے ایجنٹ کے طور پر نہیں بلکہ اسلامی جذبات کی حامل قیادت کے تحت ہم مذہب ممالک سے تعلقات کی بہتری کی کوششوں کیلئے خلوص دل سے کوشاں ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب سے ترکی نے یورپی یونین میں شمولیت کی بھیک مانگنے کی بجائے اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات کی بہتری کا فیصلہ کیا ہے، عالم اسلام میں اُس کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے، خلافِ عثمانیہ کے دور میں اسلام کا یہ مرکز ایک پھر اسلامی قوت کا گڑھ بن کر ابھر رہا ہے، جسٹس اینڈ ڈویلپمنٹ پارٹی کی تیسری بار کامیابی اس بات کی علامت ہے کہ ترکی کے عوام اپنی اسلامی اقدار اور شناخت کا دوبارہ احیاء چاہتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جسٹس پارٹی کی حالیہ شاندار کامیابی نے ترکی سے سیکولر آئین کے چھٹکارے کی راہ ہموار کر دی ہے، یقیناً اسلام پسندوں کی یہ کامیابی اسلام اور عالم اسلام کیلئے اِک اُمید نو کی مظہر ثابت ہوگی۔

//

روزہ اور جدید تحقیق

﴿حکیم جمیل اصغر جاوید .... (ایم اے سیاسیات)﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا روزہ رکھا کرو تندرست رہا کرو اور روزے سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرات زائل ہوتی ہیں اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوگی۔ (اسوۂ رسول اکرم بحوالہ الطبرانی)

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ کے مطابق روزہ کے جسم انسانی پر یقیناً مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مشاہدہ ہے کہ بہت سے ایسے مریض جو کسی (Chorinic Diseas) میں مبتلا ہوتے ہیں روزہ رکھنے سے ان کے مرض میں کمی ہو جاتی ہے۔ اگر روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ انتہائی سادہ اور ہلکی اغذایہ (Light Diet) استعمال کی جائیں تو مرض سے کلی طور پر نجات ملتی ہے۔ اہل مغرب جنہیں آج کا ماڈرن طبقہ ترقی یافتہ کہتا ہے وہاں کے عیسائی اور یہودی مفکرین اسلام کے طریقہ کے مطابق روزہ رکھوا کر امراض پر قابو پانے اور اپنے آپ کو Active رکھنے کیلئے تجرباتی Projects پر کام کر رہے ہیں۔ اس تحقیقی سفر میں حسب ذیل محققین شامل ہوئے۔

پروفیسر مور پالڈ: آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر پالڈ لکھتے ہیں کہ میں مطالعاتی اسلامک ریسرچ میں مصروف تھا میرے سامنے جب روزے کا باب آیا تو میں چونک اٹھا۔ اس عمل کا بنظر جائزہ لیا تاہم اس کے عملی نتائج اخذ کرنے کی غرض سے میں نے مسلمانوں کی طرز پر روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ میں عرصہ دراز سے ورم معدہ (Gastritis) میں مبتلا تھا۔ چند روزے رکھنے کے بعد میں نے مرض میں قدرے آفاقہ محسوس کیا۔ میں نے روزہ کی مشق جاری رکھی۔ ایک ماہ مکمل ہو جانے کے بعد میں نے اپنے جسم میں نہ صرف تغیر محسوس کیا بلکہ انقلابی تبدیلی محسوس کی۔ اگر اسلام اپنے ماننے والوں کو کچھ اور نہ بھی دیتا صرف روزے کا فارمولا ہی دے دیتا تو ان کے پاس روزہ سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہ ہوتی۔ (نئی دنیا)

ڈاکٹر لوتھر جسیم: کیمبرج کے معروف (Pharmacologest) ڈاکٹر لوتھر جسیم نے ایک دلچسپ تجزیہ کیا۔ موصوف نے لکھا ہے کہ میں نے سارا دن خالی پیٹ (روزہ دار) شخص کے معدے کے رطوبات حاصل کیں اور پھر اس کا Analysis کیا اور میں نے محسوس کیا کہ اس میں وہ متعفن غذائی اجزاء (Food Praticals Septic) جن سے معدہ امراض کو قبول کرتا ہے بالکل ختم ہو جاتے ہیں۔ لوتھر کا کہنا ہے کہ روزہ تمام جسم اور خصوصاً معدے کے امراض میں صحت کی ضمانت ہے۔

ہالینڈ کے پادری کا تجربہ: پوپ ایلف گال جی نامی ہالینڈ کا بڑا پادری گزرا ہے۔ وہ روزے کے بارے میں اپنے تجربات اور ان کی طبی افادیت کے بارے میں اپنے نظریات کا اظہار کرتا ہے کہ "میں اپنے روحانی پیروکاروں کو ہر ماہ تین روزے (اسلامی ایام بیض کی طرز پر) رکھنے کی تلقین کرتا ہوں میں نے اس طریقہ کے ذریعے جسمانی اور ذہنی ہم آہنگی محسوس کی۔ میرے مریض مسلسل مجھ پر زور دیتے کہ میں انہیں کچھ اور طریقہ بتاؤں لیکن میں نے یہ اصول وضع کر لیا کہ ان میں وہ مریض جو لاعلاج ہیں ان کو تین یوم نہیں بلکہ ایک ماہ روزے رکھوائے جائیں۔ میں نے ذیابیطس شکری، امراض قلب اور معدے کے مریضوں کو مستقل ایک ماہ روزے رکھوائے۔

☆ شوگر کے مریضوں کی حالت بہتر ہوئی، ان کی شوگر کنٹرول ہوگئی۔ ☆ دل کے مریضوں کی بے چینی اور سانس کا پھولنا کم ہوا۔

☆ معدے کے مریضوں کو سب سے زیادہ آفاقہ ہوا۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس بحوالہ ہمفرے کے تجربات)

شیرانِ اسلام راولاکوٹ آزاد کشمیر

……﴿ حافظ محمد نعیم آسوی ﴾……

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مورخہ 20 جون 2011ء بروز سوموار بمقام جامع مسجد محمدیہ غوثیہ راولاکوٹ المعروف کچہری والی مسجد میں ایک عظیم الشان محفل نعت شریف کا انعقاد کیا گیا جس میں شیرانِ اسلام پاکستان کی مرکزی قیادت نے شرکت فرمائی۔ جانشین حضور قبلہ مفکرِ اسلام صاحبزادہ عطاء الحق نقشبندی صاحب نے خصوصی شرکت فرما کر دعائے خیر فرمائی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن پاک سے ہوا اور بہت سے نعت خوانوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ چیرمین ڈیپارٹمنٹ آف وٹرنری اینڈ اینمل سائنسز جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد صفدر انجم صاحب جو کہ حضور مفکرِ اسلام پروفیسر محمد حسین آسیؒ صاحب کے شاگردِ خاص رہے ہیں، نے حضور کا سیر حاصل تعارف کروایا۔ مرکزی قیادت سے تشریف لانے والے نائب ناظم جناب پروفیسر ثاقب عبداللہ صاحب نے بہترین اور مدلل خطاب فرمایا۔ ناظم پنجاب رانا آفتاب صاحب نے بھی تنظیمی امور پر گفتگو کی اور مدرس جامعہ انوار لاثانی مفتی محمد شاہد اقبال نقشبندی نے عشقِ رسول ﷺ پر اپنی بساط کے مطابق گفتگو کی۔ جہاں محفل کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے اپنے قلوب کو منور کرنا تھا وہیں شیرانِ اسلام راولاکوٹ کی تنظیم سازی بھی تھا۔ نئی تنظیم سازی سے پہلے یونیورسٹی سے فارغ ہونے والے سابقہ ارکان کو اعلیٰ کارکردگی اور یادگاری سرٹیفکیٹ بھی دیئے گئے جس میں صدر: ڈاکٹر محمود ریاض۔ نائب صدر: ڈاکٹر حافظ محمد عاصم۔ جنرل سیکرٹری: ڈاکٹر محمد سہیل۔ ڈپٹی سیکرٹری: ڈاکٹر محمد وسیم بشیر۔ سیکرٹری فنانس: ڈاکٹر محمد بلال منیر۔ ڈپٹی فنانس: ڈاکٹر محمد بلال امین طاہر۔ سیکرٹری نشرواشاعت: ڈاکٹر محمد عابد علی۔ ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت: ڈاکٹر رانا محمد رمضان۔ ناظم قصائی گلی ہاسٹل: ڈاکٹر محمد عرفان چوہدری۔ نائب ناظم قصائی گلی ہاسٹل: ڈاکٹر نعیم الحسن۔ ناظم گراؤنڈ ہاسٹل: ڈاکٹر دائم لطیف۔ نائب ناظم گراؤنڈ ہاسٹل: ندیم فاضل

تقسیم اسناد کے بعد نئی کابینہ کی حلف برداری عمل میں لائی گئی شیرانِ اسلام راولاکوٹ کے نئے منتخب ہونے والے خوش نصیب شیر یہ ہیں۔

صدر: حافظ محمد وقاص احمد۔ نائب صدر: یعقوب احمد۔ جنرل سیکرٹری: محمد علی اسماعیل سرگالہ۔ ڈپٹی سیکرٹری: محمد اسد خالد۔ سیکرٹری: محمد عمران۔ سیکرٹری فنانس: محمد صائم۔ جنرل سیکرٹری فنانس: حافظ سعید ۔ڈپٹی سیکرٹری فنانس: حافظ محمد حاشر ۔ جنرل سیکرٹری نشرواشاعت: محمد ظہیر۔ ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت: محمد وسیم جٹ۔ سیکرٹری نشرواشاعت: محمد تبریز پرویز۔ ناظم قصائی گلی ہاسٹل: حافظ محمد تجمل مجید۔ نائب ناظم قصائی گلی ہاسٹل: ظہیر احمد۔ ناظم گراؤنڈ ہاسٹل: محمد اجمل چترانوی۔ نائب ناظم گراؤنڈ ہاسٹل: حافظ محمد عمیر دانش

مشاورتی کمیٹی: چیرمین: چوہدری صغیر احمد گورسی۔ نائب چیرمین: مصباح رسول۔

ممبران مشاورتی کمیٹی: حافظ سعید۔ محمد وقاص۔ محمد اسد۔ زبیر احمد۔ محمد ارسلان

Monthly **AL-HAQIQA** August 2011
Reg.No. C.P.L.169

